تفسیر بیضاوی ((ششماہی ثانی))

سوالا و جوابا

مدرس:::مولانا فضل داد مدنی دامت برکاتہم العالیہ سینئر

مدرس جامعۃ المدینہ گجرات

محمد صائم عطاری

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو بیضاوی ششماہی ثانی کا آیت نمبر 25 تک ((تقریباً 80 فیصد نصاب مل جائے گا))۔۔۔۔

اگر آپ کو کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیے گئے نمبر پہ رابطہ فرمائیں۔۔۔۔۔

(1) شرح وقایہ ((ششماہی ثانی)) (2) حسامی ((باب القیاس)) (3) تیسیر مصطلح الحدیث (4) القصائد المنتخبہ (5) فقہ السیرہ (6) فتح المنان (7) تفسیر بیضاوی ((ششماہی اول)) (8) ہدایہ ((ششماہی اول،، ششماہی ثانی)) (9) النور المبین (10) مناظرہ رشیدیہ (11) اجابۃ الغوث (12) اصول الدعوۃ والارشاد (13) العربیہ للطالبین ((المستوی الرابع)) (14) منہاج العابدین (15) الفقہ الاکبر مکمل

مدرس::: مولانا فضل داد مدنی دامت برکاتہم العالیہ سینئر مدرس جامعۃ المدینہ گجرات

🌹 🖋 محمد صائم عطاری ✒🌹

درجہ سادسہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

03238599095

((بیان تعامل المنافقین مع الکفار))

اعتراض::: پیچھے بیان ہوا ہے""ومن الناس من یقول آمنا""اوراب بیان ہوا ہے""واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا""،،ان دونوں آیات سے ایک ہی بات ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ منافقین خود کو ایمان والا کہتے ہیں،،تو یہاں تکرار پایا جارہا ہے جس کی وجہ سے کلام کی فصاحت وبلاغت میں فرق آگیا ہے۔۔۔

جواب::: یہاں تکرار نہیں ہے بلکہ سابقہ آیت منافقین کے مذہب اوران کے نفاق کی تمہید کو بیان کرنے کے لیے جبکہ بعد والی آیت""واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا""میں منافقین کا مسلمانوں اور کفار کے ساتھ معاملے کی خبر دی جارہی ہے کہ وہ((منافقین))کس طرح مسلمانوں اور کفار کے ساتھ پیش آتے تھے۔۔۔

سوال::: مذکورہ آیت""واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا""کی شان نزول میں مفسر نے کون ساواقعہ بیان کیا ہے ؟؟؟

جواب::: روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت عبداللہ بن ابی اوراس کے ساتھیوں کے پاس گزری توابن ابی اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا""تم دیکھو کس طرح میں ان بے وقوفوں کو تم سے پھیرتا ہوں"" پھراس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا""خوش آمدید ہو صدیق کو جو بنو تمیم کے سردار ہیں،اسلام کے شیخ ہیں،غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے ساتھی ہیں اپنی جان ومال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خرچ کرنے والے ہیں""پھراس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا ""خوش آمدید ہو بنی عدی کے سردار کو جو کہ فاروق ہیں دین کے معاملے میں قوی ہیں اپنی جان ومال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ خرچ کرنے والے ہیں""پھراس نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ مبارک پکڑا اور کہنے لگا ""خوش آمدید ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے کو اوران کے داماد کو جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بنی ہاشم کے سردار ہیں""پھر یہ آیت نازل ہوئی۔۔۔

سوال::: """لقاء"""کا کیا معنی ہے؟؟؟

جواب::: """لقاء"""کا مطلب ہے"""ملنا"""،،جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کرتا ہے تو کہتا ہے"""لقیتہ و لاقیتہ"""۔۔۔۔

سوال::: """واذاخلوالی شیاطینھم"""میں"""خلو"""کی تحقیق بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کے بارے میں تین اقوال ہیں:::

(1)یہ"""خلوت بفلان یاالیہ"""سے مأخوذ ہے اور یہ تب کہا جاتا ہے جب کوئی کسی کے ساتھ تنہائی میں ہو۔۔۔۔۔

(2)یہ"""خلاک ذم"""سے مأخوذ ہے اس کا مطلب ہے"""مذمت تم سے گزر گئی"""،،اسی لیے گزر جانے والی صدیوں کو"""القرون الخالیۃ"""کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

(3)یہ"""خلوت بہ"""سے ماخوذ ہے اور یہ تب استعمال ہوتا ہے جب کوئی کسی کا مذاق اڑائے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ان کے شیاطین سے مراد کون لوگ ہیں؟؟؟

جواب::: ان کے شیاطین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہٹ دھرمی میں شیطان کے ہم مثل ہیں،،وہ لوگ یا تو کفار ہیں اور منافقین کی طرف کفر کی اضافت اس لیے کی گئی کیونکہ وہ کفار کے ساتھ ان کے کفر میں شریک تھے یا شیاطین سے مراد منافقین کے بڑے سرداران ہیں اور جن لوگوں نے یہ بات کہی کہ"""ہم تمہارے ساتھ ہیں"""ان سے مراد چھوٹے منافقین ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: """شیطان"""کا نون حروف اصلیہ میں سے ہے یا حروف زائدہ میں سے؟؟؟

جواب::: اس بارے میں دو مذاہب نقل کیے گئے ہیں:::

(1)امام سیبویہ نون کو حروف اصلیہ میں سے قرار دیتے ہیں اس صورت میں یہ """شطن """سے ماخوذ ہوگا جس کا مطلب ہے اصلاح سے دور ہونا چونکہ شیطان بھی اصلاح وہدایت سے دور ہوتا ہے اس لیے اسے شیطان کہا جاتا ہے،، عربوں کا قول """تشیطن """بھی اس مذہب کی تائید کرتا ہے۔۔۔۔۔

(2)دوسرے مذہب کے مطابق نون زائدہ ہے،،اس صورت میں یہ """شاط """سے مأخوذ ہے اس کا مطلب ہے """باطل ہونا""" شیطان کے اسماء میں سے ایک اسم """باطل """بھی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: منافقین کن کاموں میں اپنے شیاطین کے ساتھ ہیں؟؟؟

جواب::: منافقین دین اور اعتقاد میں اپنے شیاطین کے ساتھ ہیں۔۔۔۔

سوال::: منافقین نے مسلمانوں کے ساتھ جملہ فعلیہ کے ذریعے خطاب کیا جبکہ شیاطین((یعنی اپنے سرداروں)) کے ساتھ جملہ اسمیہ مؤکدہ کے ذریعے خطاب کیا،،اس کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب::: مصنف نے اس کی تین وجوہات ذکر کی ہیں:::

(1)جملہ فعلیہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے،،منافقین نے مسلمانوں کو جملہ فعلیہ کے ذریعے مخاطب کیا تاکہ وہ مومنین کو دھوکہ دیں کہ اب وہ نئے سرے سے ایمان لا چکے ہیں اور اپنے سرداروں کو جملہ اسمیہ کے ذریعے مخاطب کیا جو کہ ثبات و تحقیق پہ دلالت کرتا ہے تاکہ سرداروں کو اس بات کا یقین دلائیں کہ وہ اپنے سابقہ دین پہ قائم ہیں مسلمان نہیں ہوئے۔۔۔۔۔

(2)مسلمانوں پہ اپنے ایمان کے اظہار کرنے میں منافقین کو کوئی رغبت نہیں تھی لہذا انہوں نے جملہ فعلیہ کے ذریعے خطاب کیا جبکہ کفار پہ اپنے کفر کا اظہار کرنے میں رغبت پائی جا رہی تھی اس لیے جملہ اسمیہ مؤکدہ کے ذریعے خطاب کیا۔۔۔۔۔۔

(3) منافقین یہ بات جانتے تھے کہ مومنین اپنی بصیرت کی وجہ سے ان کے ایمان لانے کے جھوٹے دعوے پہ یقین نہیں کریں گے اس لیے وہ جملہ فعلیہ لائے جبکہ کفار کی جانب سے انہیں یقین تھا کہ کفار ان کی بات مان لیں گے لہذا انہوں نے کفار کے ساتھ جملہ اسمیہ مؤکدہ سے کلام کیا۔۔۔۔

((مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا و بیان معنی """الاستھزاء"""))

سوال::: """انما نحن مستھزؤون""" کی ما قبل آیت سے کیا مناسبت ہے؟؟؟

جواب::: اس کی پچھلی آیت کے ساتھ تین مناسبتیں ہیں:::

(1) یہ آیت اپنی ما قبل آیت کی تاکید ہے کیونکہ پیچھے منافقین نے کفار سے کہا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ مذاق کرتے ہیں تو جو شخص کسی کا مذاق اڑائے اسے ہلکا سمجھے تو وہ اس کے خلاف ہی ہوتا ہے ((یعنی منافقین نے یہ بات کہہ کر مسلمانوں کے ساتھ اپنی مخالفت کو مزید پختہ کیا))۔۔۔۔

(2) یہ آیت ما قبل آیت سے بدل ہے کیونکہ جس نے اسلام کی تحقیر کی اس نے کفر کی تعظیم کی۔۔۔

(3) یہ جملہ استینافیہ ہے اور اس کا ما قبل سے کوئی اعرابی تعلق نہیں ہے،، جملہ استینافیہ سوال مقدر کا جواب ہوتا ہے یعنی جب منافقین نے اپنے سرداروں یا کفار سے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو گویا انہوں نے سوال کیا کہ تم کس طرح ہمارے ساتھ ہو حالانکہ مومنوں کے پاس جا کر تم ایمان کے دعوے کرتے ہو تو اس کا جواب دیتے ہوئے ان منافقین نے کہا کہ ہم تو مومنین کے ساتھ مذاق کرتے ہیں حقیقت میں ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں۔۔۔۔

سوال::: """استھزاء""" کا کیا مطلب ہے؟؟؟ اور اس کی اصل کیا ہے؟؟؟

جواب::: """استھزاء""" کا مطلب ہے """مذاق اڑانا اور ہلکا سمجھنا جیسا کہ کہا جاتا ہے """ھزئت، استھزأت"""۔۔۔

استھزاء کی اصل ""ھزء"" جس کا مطلب ہے جلدی قتل کرنا تو جب کوئی شخص فورا موقع پہ ہلاک ہو جائے تو اسے کہا جاتا ہے ""ھزأفلان""۔۔۔۔۔

((بیان وجوہ التاویل فی نسبۃ الاستھزاء))

اعتراض:: استھزاء کا مطلب ہے ""مذاق کرنا""،،اللہ پاک کی طرف اس لفظ کی نسبت کرنا درست نہیں۔۔۔

جواب::: اس کی نسبت اللہ پاک کی طرف کرنا بلکل درست ہے،،اس کی مصنف نے چار تاویلات ذکر کی ہیں:::

(1)""اللہ یستھزئ""کا مطلب ہے کہ اللہ پاک ان کو ان کے استھزاء کی سزا دے گا،،اس آیت میں استھزاء کی سزا دینے کو استھزاء سے تعبیر کیا جیسا کہ سیئۃ یعنی برائی کی سزا کو سیئۃ کہا گیا حالانکہ برائی کی سزا دینا تو انصاف ہے،،یہاں استھزاء کی سزا کو استھزاء کے ساتھ تعبیر کیا گیا اس کی دو وجوہات ہیں::: لفظ کے لفظ کے ساتھ مقابلے کی وجہ سے،یا اس وجہ سے کہ جو سزا منافقین کو دی جائے گی وہ مقدار میں ان کے نفاق کی مثل ہو گی۔۔۔۔

(2)یا اس کا یہ معنی ہے کہ اللہ پاک ان کے استھزاء کا وبال انہی پہ لوٹائے گا تو گویا کہ اللہ پاک نے ان کے ساتھ استھزاء فرمایا ہے۔۔۔۔

(3)یا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک ان کے استھزاء کی وجہ سے ان پہ ذلت وحقارت نازل فرمائے گا جو کہ استھزاء کو لازم ہے اور کسی کے ساتھ استھزاء کرنے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ اگلے بندے کو ذلیل کیا جائے۔۔۔۔

(4)یا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک ان کے ساتھ استھزاء والا معاملہ فرمائے گا۔۔دنیا میں استھزاء والے معاملے سے مراد یہ ہے کہ کفار کو اسلامی احکامات کا مکلف بنایا جائے گا،،ان کو آہستہ آہستہ ہلاکت کی طرف لے جایا جائے گا اور ان کی سرکشی کے باوجود ان کی نعمتوں میں اضافہ کیا جائے گا۔۔۔۔

آخرت میں استہزاء کے معاملے سے مراد یہ ہے کہ کفار جب جہنم میں سزا پا رہے ہوں گے تو ان کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا،، چنانچہ یہ دیکھ کر کفار تیزی سے جنت کی طرف بھاگیں گے لیکن جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچیں گے تو ان پہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔۔۔۔

((بیان ا لنکات البلاغیۃ فی الاستئناف))

سوال::: """اللہ یستھزئ بھم """ کو بطور جملہ استینافیہ کیوں ذکر کیا گیا ہے ؟؟؟ اس کا پچھلی آیت پہ عطف کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: اس کا عطف ماقبل پہ نہیں کیا گیا تاکہ اس بات پہ دلالت ہو جائے کہ مومنین کی جانب سے اللہ پاک منافقین کو سزا دے گا مومنین کو ان سے مقابلہ وغیرہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ان کی طرف سے اللہ منافقین کو کافی ہے۔۔۔ اور اس بات کو بھی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ منافقین کا استہزاء اس معاملے کے آگے کچھ بھی نہیں جو اللہ پاک ان سے فرمائے گا۔۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں """اللہ یستھزئ """ فرمایا،، """اللہ مستھزئ """ کیوں نہیں کہا؟؟؟

جواب::: """اللہ مستھزئ """ اس لیے نہیں کہا کہ کہیں یہ منافقین کے قول کے مطابق نہ ہو جائے ((اس لیے اسم فاعل کی بجائے """ فعل مضارع """ ذکر کیا تاکہ منافقین کے قول کے ساتھ مطابقت نہ ہو کیونکہ منافقین کے قول میں اسم فاعل کا صیغہ """ مستھزؤون """ ذکر کیا گیا ہے))۔۔۔۔

"""اللہ یستھزئ """ کہنے میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو سزا استہزاء کے طور پر منافقین کو دی جائے گی وہ نئے نئے طریقوں سے دی جائے گی اس میں تبدیلی ہوتی رہے گی۔۔۔۔

سوال::: """ویمدھم فی طغیانھم یعمھون """ میں """یمد """ کا مادہ اشتقاق بیان کریں۔۔۔

جواب::: یہ """مد الجیش اور اُمدہ""" سے ماخوذ ہے،، یہ تب کہا جاتا ہے جب لشکر کا کمانڈر لشکر میں افراد کا اضافہ کرے اور اسے طاقتور کر دے،، اسی سے """مددت السراج والارض""" ماخوذ ہے اور یہ تب کہا جاتا ہے جب کوئی شخص چراغ میں تیل ڈال کر اور زمین میں کھاد ڈال کر اسے طاقتور بنا دے۔۔۔۔۔۔

یہ """مد العمر ((یعنی عمر دراز کرنے)) سے ماخوذ نہیں ہے کیونکہ اگر یہ اس معنی میں ہو تو اس صورت میں یہ لام کے ساتھ متعدی ہو گا جیسا کہ """اُملی لہ"""،، اور یمد """مد الجیش اور اُمدہ""" سے ہی ماخوذ ہے کیونکہ ابن کثیر کی قرات بھی اسی بات پہ دلالت کرتی ہیں،، علامہ ابن کثیر نے اسے """یمد ((یاء مضموم، میم مکسور، دال مضموم))""" پڑھا ہے۔۔۔۔۔۔۔

((تاویلات المعزلہ فی قولہ تعالیٰ """ویمدھم فی طغیانھم"""))

سوال::: """ویمدھم فی طغیانھم""" اس آیت میں متعزلہ کیا تاویلات کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: معتزلہ کے نزدیک سرکشی میں بھٹکنے کی مہلت دینے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا درست نہیں لہذا وہ آیت کو حقیقی معنی پہ محمول نہیں کرتے بلکہ اس میں چار تاویلات کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:::

(1) جب اللہ پاک نے منافقین سے ان کے کفر کے سبب وہ نوازشات روک لیں جو وہ مومنین پہ کر رہا تھا تو منافقین کے دلوں میں زنگ اور ظلمت کا مزید اضافہ ہو گیا اور مومنین کے سینے مزید کھل گئے اور ان میں نور کا اضافہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔

(2) یا اس آیت کا مطلب ہے کہ اللہ پاک نے شیطان کو اس چیز کی قدرت دی کہ وہ منافقین کو گمراہ کرے چنانچہ اس نے منافقین کو گمراہ کیا۔۔۔ یہاں اللہ پاک کی طرف نسبت مجازاً کی گئی ہے جس طرح کسی فعل کی نسبت فاعل حقیقی کی بجائے سبب کی طرف کر دی جاتی ہے اور """طغیان""" کی نسبت منافقین کی طرف کی تاکہ اس بات کا وہم پیدا نہ ہو کہ اللہ کی طرف اس فعل کی نسبت حقیقی ہے۔۔۔۔۔

(3)""یمدھم""کی تیسری تاویل معتزلہ یہ کرتے ہیں کہ یہ اصل میں ""یمد لھم""تھااور""یملی لھم""کے معنی میں تھایعنی اللہ عزوجل نے ان کی عمریں لمبی کیں ان کو مہلت دی تاکہ وہ متنبہ ہوجائیں اور اللہ کی اطاعت کریں لیکن وہ اطاعت کرنے کی بجائے مزید گمراہ اور سرکش ہوتے چلے گئے،،یہاں لام کو حذف کردیااور فعل کو حرف کر""لام"" کے واسطے کے بغیر""ھم""ضمیر کی جانب منسوب کردیا گیا۔۔۔۔

(4)یہاں پہ عبارت یوں تھی""یمدھم استصلاحا""یعنی اللہ عزوجل نے ان کو اس لیے مہلت دی تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں لیکن وہ گمراہی میں مزید بھٹکتے چلے گئے۔۔۔۔

سوال::: ""طغیان""کو کن کن طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے؟؟؟نیز اس کا مطلب بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: طغیان کو طاء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ دونوں طریقوں سے پڑھا جاسکتا ہے،،اس کا مطلب ہے"" سرکشی اور کفر میں حد سے تجاوز کرنا""۔۔۔اس کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا اپنے مکان سے تجاوز کرنا۔۔۔۔

سوال::: ""یعمھون""کس سے مشتق ہے؟؟؟اور اس کے مشتق منہ کا معنی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ""عمہ""سے مشتق ہے جس طرح""عمی""کا مطلب ہے""بصارت یعنی بینائی سے محروم ہونا"" اسی طرح""عمہ""کا مطلب ہے""بصیرت سے محروم ہونا""۔۔۔

اس کا اصطلاحی مطلب ہے""معاملے میں متحیر ہوجانا""،،اسی لیے جو شخص حیران و سرگرداں ہو اسے""رجل عامہ""کہا جاتا ہے اور ایسی زمین جو بے نشان اور بے علامت ہو اسے""أرض عمھاء""کہا جاتا ہے۔۔۔۔

((آیت نمبر16))

((تحقیق معنی کلمہ اشتروا و بیان استعمالا تھا))

سوال::: منافقین کا گمراہی خریدنے سے کا کیا مطلب ہے؟؟؟نیز اشتراء کا معنی بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: منافقین کا گمراہی خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو اختیار کیا اور ہدایت کو گمراہی سے بدل دیا۔۔۔۔۔

اشتراء کا لغوی معنی ہے """مطلوبہ چیز کو حاصل کرنے کے لیے ثمن خرچ کرنا"""۔۔۔۔۔۔

پھر استعارہ کے طور پر اس کے اپنے پاس موجود چیز سے اعراض کر کے دوسری چیز حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا اور پھر اس میں مزید وسعت دی گئی اور لالچ کی وجہ سے ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف اعراض کرنے کے لیے استعمال ہونے لگا،، پس معنی یہ ہو گا کہ منافقین نے اس ہدایت کو چھوڑ دیا جسے اللہ نے ان کے لیے فطرت بنایا تھا اور گمراہی کو حاصل کیا یعنی ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کو پسند کیا۔۔۔۔۔۔

سوال:: دونوں عوضوں میں سے ہم کس عوض کو ثمن اور کس کو مبیع قرار دیں گے ؟؟؟

جواب:: دونوں عوضوں میں سے اگر ایک چیز نقدی ((یعنی سونا، چاندی وغیرہ)) ہے تو اسے ہم ثمن قرار دیں گے اور دوسری کو مبیع کہیں گے لیکن اگر دونوں نقدی ہیں تو پھر اختیار ہے جسے چاہے ثمن بنالیں اور جسے چاہے مبیع بنالیں،، پس ثمن خرچ کرنے والا شخص """مشتری""" کہلائے گا اور ثمن لینے والا """بائع""" کہلائے گا۔۔۔۔

((مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا))

سوال::: آیت """فما ربحت تجارتھم""" میں بلاغت کے نکات بیان کریں۔۔۔۔

جواب:: یہاں ترشیح کے طور پر تجارت کا استعمال کیا گیا،، ترشیح کا مطلب ہے کسی چیز کو قوی بنانا چونکہ آیت کے پچھلے حصے میں منافقین کا گمراہی اختیار کرنے کو تشبیہا """اشتراء""" سے تعبیر کیا گیا تھا اور """ربح اور تجارت""" اشتراء کے مناسبات میں سے ہے پس یہ ذکر کر کے """اشتراء""" کے معنی میں مزید پختگی پیدا کر دی گئی۔۔۔۔۔۔

سوال::: تجارت کسے کہتے ہیں ؟؟؟

جواب::: خرید وفروخت کے ذریعے نفع طلب کرنا تجارت کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ربح یعنی نفع کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: اصل جمع پونجی سے زائد مال نفع کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: نفع نہ دینے کی اسناد"""تجارت"""کی طرف کیوں کی گئی؟؟؟حالانکہ اس کا تعلق تاجر سے ہوتا ہے۔۔۔۔

جواب::: اس کے دو جواب ہیں

(1) تجارت تاجر کے ساتھ ملی ہوتی ہے کیونکہ تاجر فاعل ہے اور تجارت فعل،،پس فاعل کا فعل کے ساتھ اتصال ہوتا ہے اس لیے خسارے کی نسبت تجارت کی طرف کی۔۔۔۔۔

(2) چونکہ تاجر کے نقصان کا سبب تجارت بنتی ہے پس سبب کی طرف مسبب کی نسبت کردی گئی۔۔۔۔۔۔

سوال::: آیت"""وما کانوا مھتدین"""کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: اس کا مطلب ہے کہ منافقین کو تجارت کے راستے کا پتا نہ چل سکا کیونکہ تجارت کے دو مقاصد ہوتے ہیں:::(1) اصل مال کی سلامتی (2) نفع حاصل کرنا،،لیکن منافقین نے یہ دونوں چیزیں ضائع کردیں کیونکہ ان کا رأس المال((یعنی اصل جمع پونجی))فطرت سلیمہ اور عقل تھی پس وہ اپنے گمراہ عقائد کی وجہ سے عقل سے ہاتھ دھو بیٹھے،،چنانچہ ان کے پاس کوئی اب کوئی رأس المال نہ رہا جس کی وجہ سے وہ نفع اٹھاتے،،پس انہیں ان کی تجارت نے کوئی نفع نہ دیا بلکہ الٹا ان کو نقصان ہوگیا۔۔۔۔۔۔

((آیت نمبر17))

((مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا مع بیان اھمیۃ المثل ومعناہ))

سوال::: آیت "" مثلھم کمثل الذی استوقد نارا"" کا ما قبل آیت سے کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب::: جب اللہ پاک نے منافقین کی حقیقت کو واضح کر دیا تو اب ان کی ایک مثال بیان کی تا کہ لوگوں کے دلوں میں منافقین کی تصویر بیٹھ جائے کیونکہ مثال کے ذریعے اگر بات سمجھائی جائے تو اس کا زیادہ فائدہ ہوتا ہے،، اسی وجہ سے اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں کثرت سے مثالوں کو استعمال کیا اور انبیاء و حکماء کے کلام میں بھی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: مثل کا معنی بیان کریں۔۔

جواب:: اس کے مصنف نے تین معنی بیان کیے ہیں:::

(1) مثل "" نظیر "" کو کہتے ہیں۔۔۔

(2) پھر کہاوت کے لیے لفظ "" مثل "" استعمال ہونے لگا۔۔۔

(3) پھر ہر اس حال، قصے یا صفت کے لیے لفظ "" مثل "" کو استعمال کیا جانے لگا جس کی کوئی شان ہو اور اس میں غرابت پائی جا رہی ہو۔۔۔۔۔

پس آیت کا معنی یوں ہو گا "" منافقین کا حال اس بندے کی طرح عجیب و غریب ہے جس نے آگ روشن کی ""۔۔۔۔۔۔

((تحقیق معنی کلمۃ "" الذی ""))

اعتراض ::: "" ذھب اللہ بنورھم "" کی ضمیر کا مرجع "" الذی "" ہے حالانکہ ضمیر جمع کی ہے جبکہ اسم موصول واحد ہے،، پس یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟؟؟

جواب:: اس کے تین جوابات ہیں:::

(1) یہاں الذی """الذین""" کے معنی میں ہے پس اس صورت میں یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔۔۔۔

(2) یہاں مستوقدین کی جنس مراد لینا مقصود ہے اور جنس میں واحد و جمع دونوں شامل ہوتے ہیں پس اس کی طرف """بنورھم""" کی ضمیر لوٹانے میں کوئی حرج نہیں۔۔۔۔۔

(3) یہاں """فوج""" مقدر ہے،، عبارت یوں ہوگی """ مثلھم کمثل الفوج الذی استوقد نارا""" چونکہ فوج ایک جماعت کو کہتے ہیں پس اس صورت میں بھی یہ اعتراض لغو ہو جائے گا۔۔۔۔۔

سوال::: جس طرح """الذی""" کہ کر """الذین""" مراد لیا جاسکتا ہے کیا """ قائم""" کو قائمین """ کی جگہ رکھا جاسکتا ہے؟؟؟

جواب:: جی نہیں،، کیونکہ """الذی""" مقصود بالذات نہیں ہوتا بلکہ مقصود بالذات وہ جملہ ہوتا ہے جو اس کا صلہ بن رہا ہوتا ہے۔۔۔۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اسم تام نہیں ہے بلکہ کلمہ کی جزء مانند ہے پس اس کا حق تو یہی ہے کہ اسے واحد ذکر کیا جائے گا جیسا کہ """من اور ما""" کو ذکر کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں واحد اور جمع سب شامل ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال:: استیقاد کا معنی بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس کا مطلب ہے """روشنی حاصل کرنے کے لیے ایندھن کی طلب کرنا اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا"""۔۔۔۔۔

سوال::: """النار""" کس سے مشتق ہے؟؟؟

جواب::: یہ """نار ینور نورا""" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے """بھاگنا""" چونکہ آگ میں اضطراب اور حرکت پائی جاتی ہے اس لیے اسے """نار""" کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::   """اضاءت"""کون سا فعل ہے؟؟؟

جواب::   اضاءت کے بارے میں دو اقوال ہیں:::

(1)فعل متعدی

(2)فعل لازم

فعل متعدی ہونے کی صورت میں اس کے اندر موجود ضمیر مرفوع متصل فاعل بنے گی اور"""النار"""کی طرف لوٹے گی((یعنی جب آگ نے جلانے والے کاارد گرد روشن کر دیا))۔۔۔۔۔۔

اگر فعل لازم ہو تو اس کے فاعل میں دو احتمال ہیں:::

(1)اس کا فاعل"""ما"""ہو گا۔۔۔۔

(2)اس کا فاعل اس کے اندر موجود ضمیر ہو گی جو"""النار"""کی طرف راجع ہو گی۔۔۔۔۔۔

اعتراض::   فعل اور فاعل کے درمیان تذکیر و تانیث کے اعتبار سے مطابقت ہوتی ہے،،پس اگر اضاءت کو فعل لازم مانا جائے تو"""ما"""کو اس کا فاعل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ"""ما"""مذکر ہے جبکہ"""اضاءت"""مؤنث ہے۔۔۔۔۔

جواب::   """ما"""اگرچہ لفظی اعتبار سے مذکر ہے((کیونکہ تانیث کی کوئی علامت نہیں پائی جارہی))لیکن معنوی اعتبار سے مؤنث ہے کیونکہ"""ما"""سے مراد وہ اشیاء اور اماکن ہیں جو مستوقد کے آس پاس ہیں،،اشیاء اور اماکن غیر عاقل کی جمع مکسر ہیں جو کہ واحد مؤنث کے حکم میں ہوتی ہیں پس معنی کا اعتبار کرتے ہوئے فعل کو واحد مؤنث لایا گیا ہے۔۔۔۔

سوال::::   """ما"""کی تحقیق کریں۔۔۔۔

جواب :: اس کے بارے میں دو اقوال ہیں:::

(1)یہ موصولہ ہے اور اس صورت میں یہ "امکنۃ"" کے معنی میں ہو کر مفعول فیہ بنے گا۔۔۔۔

(2)یہ ""ما""مزیدہ ہے اور اس صورت میں ""حولہ"" أضاءت کا مفعول فیہ بنے گا۔۔۔۔۔

سوال:: حول کا کیا مطلب ہے؟؟؟نیز سال کو حول کیوں کہا جاتا ہے؟؟؟

جواب:: حول کا مطلب ہے گھومنا،،سال کو حول اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ گھومتا رہتا ہے۔۔۔۔۔

((بیان ا لنکات البلاغیۃ فی اسناد الاذھاب الی اللہ تعالی وفی العدول عن الضوء الی النور))

سوال:: آیت ""ذھب اللہ بنورھم""کی تراکیب بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کی تین تراکیب بیان کی گئی ہیں:::

(1)یہ ""لما أضاءت""کا جواب ہے اور اس صورت میں ""ھم""ضمیر""الذی""کی طرف راجع ہو گی جو کہ جمع کے معنی میں ہے۔۔۔

اس صورت میں ایک شبہ پیدا ہو گا کہ اگر""ذھب اللہ بنورھم""فلما أضاءت کا جواب ہے تو دونوں میں مناسبت ہونی چاہیے((یعنی أضاءت میں""نار""کا ذکر ہے جبکہ""ذھب اللہ بنورھم""میں نور کا ذکر ہے))اس کا جواب یہ ہے کہ آگ کا مقصد نور اور روشنی کو پیدا کرنا پس یہاں نار کی جگہ اس کا مقصد ذکر کر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔

(2)یہ جملہ استینافیہ ہے اور سوال مقدر کا جواب ہے،،سوال مقدر یہ ہے""منافقین کے حال کو آگ جلانے والے کے حال کے ساتھ کیوں تشبیہ دی گئی؟؟؟""

(3)آیت کا یہ حصہ پیچھے والے جملہ تمثیلیہ((مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما أضاءت ما حولہ))کا بدل ہے۔۔۔

آخری دونوں تراکیب میں ضمیر منافقین کی طرف ہو گی۔۔۔۔۔

سوال:: """اذھاب"""کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف کیوں کی گئی؟؟؟

جواب::: اس کے چار جوابات ہیں:::

(1)ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے،،اگرچہ آگ کسی اور وجہ سے بجھی ہو لیکن تمام اسباب اللہ نے ہی پیدا کیے ہیں اس لیے اس کی نسبت اللہ کی طرف کر دی گئی۔۔۔۔۔

(2)ہو سکتا ہے کہ آگ کسی مخفی سبب کی وجہ سے بجھی ہو اور جو اسباب مخفی ہوں انہیں پھر اللہ کی جانب منسوب کر دیا جاتا ہے اس لیے اس کی نسبت ذات باری تعالٰی کی طرف کر دی گئی۔۔۔۔۔

(3)ہو سکتا ہے آگ کسی آسمانی امر مثلا بارش یا ہوا کی وجہ سے بجھی ہو اور چونکہ ان کا حقیقی پیدا کرنے والا اللہ ہے لہذا اذھاب کی نسبت اللہ کی طرف کر دی گئی۔۔۔۔۔

(4)اذھاب کی نسبت بطور مبالغہ اللہ کی طرف کی گئی،،اسی وجہ سے """ذھب"""فعل کے ساتھ """با"""لگا کر اسے متعدی بنایا گیا ہے ورنہ اگر اس سے پہلے الف لگا کر اسے باب افعال کا صیغہ بنا کر متعدی بنایا جاتا تو اس میں مبالغہ کا معنی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔اسی مبالغہ کی وجہ سے """ضوء"""کی بجائے لفظ نور استعمال کیا گیا کیونکہ """ضوء"""زیادہ روشنی کو کہتے ہیں جبکہ """نور"""مطلقا روشنی کو کہتے ہیں پس اللہ پاک نے ان کا نور لے جانے میں اس حد تک مبالغہ فرمایا کہ انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا۔۔((اسی وجہ سے اللہ نے لفظ ظلمات جمع اور نکرہ ذکر کیا ہے))۔۔۔۔

سوال """ترک"""کی تحقیق بیان کریں۔۔۔

جواب :::ترک کا مطلب ہے"""چھوڑ دینا پھینک دینا وغیرہ"""اس صورت میں یہ متعدی بیک مفعول ہو گا،،جب اس میں """صیر"""کا معنی شامل کیا جائے گا تب یہ افعال قلوب کے قائم مقام ہو گا اور متعدی بدو مفعول ہو گا جیسا کہ اللہ

پاک کے قول""وترکھم فی ظلمات لایبصرون""میں دو مفعول ہیں((پہلا مفعول""ھم""ضمیر ہے اور دوسرا مفعول""فی ظلمات""اپنے متعلق سے مل کر بنے گا۔۔۔۔

((تحقیق معنی""ظلمات""وبیان النکات البلاغیۃ فیھا))

سوال::: ""ظلمۃ""کس سے ماخوذ ہے؟؟؟

جواب::: یہ عربوں کے قول""ماظلمک أن تفعل کذا""((یعنی تمہیں یہ کام کرنے سے کس نے منع کیا؟؟؟)) سے ماخوذ ہے،، ظلمت کو ظلمت اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ آنکھوں کے دیکھنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: قرآن کریم میں""ظلمات""کو جمع کیوں لایا گیا؟؟؟

جواب::: کیونکہ اس سے کئی ظلمتیں مراد ہیں،،اس کی قاضی صاحب نے دو توجیہات کی ہیں:::

(1) یہاں ظلمتوں سے مراد""کفر کی ظلمت، نفاق کی ظلمت اور قیامت کی ظلمت""ہے۔۔۔

(2) یا ظلمتوں سے مراد گمراہی کی ظلمت، اللہ کی ناراضگی کی ظلمت، عذاب کی ظلمت ہے""یا ایسی شدید ظلمت مراد ہے جو متعدد ظلمتوں کے مشابہ ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ""لایبصرون""کا مفعول ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟؟؟

جواب::: جب کسی فعل متعدی کو یہ دکھانا ہو کہ اس کا تعلق کسی ایک مفعول سے نہیں بلکہ کئی مفاعیل سے ہوسکتا ہے پس اس کا مفعول ذکر نہیں کیا جاتا یا حذف کرکے اس فعل کو لازم کے درجے پہ اتار دیا جاتا ہے گویا کہ یہ فعل ""متعدی""نہیں ہے۔۔۔

یہاں""یبصرون""کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے۔۔۔۔

((عنوان ھذہ الآیۃ وبیان عمومھا))

سوال::: آیت نمبر 17 میں اللہ عزوجل نے کس چیز کو بیان کیا ہے؟؟؟

جواب::: اس میں دو احتمالات ہیں:::

(1) اللہ عزوجل نے آیت نمبر 17 میں ان لوگوں کی مثال بیان کی جنہیں اللہ عزوجل نے ہدایت عطا فرمائی لیکن وہ اسے ضائع کر بیٹھے اور اس کی وجہ سے جنت کا راستہ حاصل نہ کر سکا اور نتیجتاً وہ خائب و خاسر ہو گئے۔۔۔۔اس آیت میں منافقین بھی شامل ہیں نیز وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی اور وہ لوگ جو مرتد ہو گئے وہ بھی شامل ہیں،،ان کے ساتھ ساتھ وہ لوگ جو ابھی سلوک کی ابتدائی منزلوں میں تھے لیکن انتہاء تک پہنچنے کا دعویٰ کر بیٹھے شامل ہیں۔۔۔

(2)((پہلے احتمال میں عمومیت تھی جبکہ دوسرا خاص ہے)) اللہ عزوجل نے منافقین کو آگ جلانے والے کے ساتھ تشبیہ دی کہ جس طرح آگ جلانے والے کو آگ کے جلانے نے فائدہ دیا اسی طرح منافقین کو ان کے ظاہری ایمان نے فائدہ دیا کہ ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہو گئے لیکن جب اللہ نے ان کا راز افشاء کر دیا تو اب نہ ان کا مال محفوظ رہا اور نہ جان،،اس کو اللہ عزوجل نے مستوقد کی آگ بجھنے کے ساتھ تشبیہ دی کہ جس طرح اس کی آگ بجھ گئی اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا یہی معاملہ منافقین کے ساتھ ہوا جب ان کی منافقت ظاہر ہوئی۔۔۔۔

((آیت نمبر 18))

سوال::: منافقین کو اندھا بہرا اور گونگا کیوں کہا گیا؟؟؟

جواب::: منافقین اگرچہ حقیقت میں اندھے بہرے اور گونگے نہیں تھے لیکن وہ حق بات نہیں سنتے تھے، حق بات دیکھنے سے قاصر تھے، حق بولتے نہیں تھے اس لیے ان کو تشبیہ کے طور پر اندھا، بہرا اور گونگا کہا گیا۔۔۔یاد رہے یہاں صرف تشبیہ کے طور پر منافقین کو یوں کہا گیا نہ کہ استعارہ کے طور پر کیونکہ استعارہ کی شرط یہ ہے کہ مستعار لہ ((

یعنی مشبہ))کاذکر بلکل نہ کیا جائے جبکہ یہاں مشبہ کاذکرا گرچہ لفظوں میں موجود نہیں لیکن تقدیرا موجود ہے اور وہ """ھم """ضمیر ہے جس سے مراد منافقین ہے۔۔۔۔۔

اندھا، گونگااور بہرا ہونے کو بطور تمثیل و تشبیہ تب مانا جائے گا جب ضمیر مقدر منافقین کی طرف راجع ہو گی لیکن اگر ضمیر مقدر کا مرجع """مستوقدین""" کو مانیں تب یہ صفات حقیقت پر مبنی ہوں گی کہ جب اللہ عزوجل مستوقدین کی روشنی کو لے گیا توان کے حواس باختہ ہو گئے اور ان کی دیکھنے، سننے اور بولنے کی قوت کمزور ہو گئی۔۔۔۔

سوال::: آیت """صُمٌّ بُکۡمٌ عُمۡیٌ""" کی دوسری قرأت بیان کریں۔۔۔

جواب::: ان کو منصوب بھی پڑھا گیا ہے اور اس صورت میں یہ تینوں صفات """ترکھم""" کی ضمیر سے حال ہوں گی۔۔۔۔

سوال::: """صم""" کا کیا مطلب ہے ؟؟؟

جواب::: """صم""" کا معنی ہے """وہ سختی جو مختلف اجزاء کے اکٹھے ہونے سے حاصل ہو،، اسی سے کہا جاتا ہے """حجر اُصم"""((یعنی سخت پتھر))۔۔۔۔

اس لفظ کا اطلاق سماعت کے فقدان پہ ہوتا ہے کیونکہ قوت سماعت نہ ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کان کا اندرونی حصہ اس قدر ٹھوس ہو جاتا ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی خلا نہیں رہتا اور پھر اسی وجہ سے آواز بھی نہیں سنائی دیتی۔۔۔۔۔

سوال::: """بکم اور عمی""" کا کیا مطلب ہے ؟؟؟

جواب::: """بکم""" کا مطلب ہے """گونگا پن""" اور عمی کسی کے لیے اس وقت بولا جاتا ہے جس کے اندر بصارت ہو لیکن وہ چلی جائے اور کبھی کبھی """عدم بصیرت""" کے لیے بھی """عمی""" استعمال ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال::: """فھم لا یرجعون""" کا کیا مطلب ہے ؟؟؟

جواب::: اس کے تین مطلب بیان کیے گئے ہیں:::

(1)وہ اس ہدایت کی طرف نہیں لوٹیں گے جس کو انہوں نے خریداا ور ضائع کر دیا۔۔۔۔

(2)وہ اس گمراہی سے نہیں لوٹیں گے((یعنی اس گمراہی کو نہیں چھوڑیں گے)) جسے انہوں نے خریدا۔۔۔۔

(3)وہ حیران ہیں اور یہ بات نہیں جانتے کہ وہ آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں؟؟؟ جہاں سے انہوں نے چلنا شروع کیا تھا اس کی طرف لوٹ کر کیسے جائیں؟؟؟

سوال::: ""فھم لا یرجعون"" میں فاء کس بات پہ دلالت کر رہا ہے؟؟؟

جواب::: فاء اس بات پہ دلالت کر رہا ہے کہ ان کا حیران ہونا سابقہ اوصاف((یعنی اندھا، گونگا اور بہرا ہونے)) کی وجہ سے ہے۔۔۔۔

((آیت نمبر19))

((تحقیق کلمۃ""أو"" ومناسبۃ الآیۃ لما قبلھا))

سوال::: آیت ""أو کصیب"" کا ما قبل سے کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب::: اس کا ""استوقد"" پہ عطف ہے اور مطلب یہ بنے گا کہ منافقین کی مثال بارش والوں کی مثال جیسی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: ""أو"" کی تحقیق کریں۔۔۔

جواب::: ""أو"" حرف عطف ہے اور اس کو برابری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں شک بھی پایا جائے،، مثلا::: جالس الحسن أو ابن سیرین((یا امام حسن بصری بیٹھے یا امام ابن سیرین،، ان دونوں کے بیٹھنے سے مجلس میں برکت ہوگی اس چیز میں یہ دونوں برابر ہیں لیکن شک پایا جا رہا ہے کہ یا تو امام حسن بیٹھے ہیں یا امام ابن سیرین)) پھر اس

کے معنی میں وسعت پیدا کر دی گئی کہ """اَو""" بغیر شک کے محض برابری کے لیے استعمال ہونے لگا اس کی مثال قرآن کریم کی یہی دو آیات ہیں کہ پہلی میں منافقین کو مستوقدین کے ساتھ تشبیہ دی گئی اور دوسری میں بارش والوں کے ساتھ ((یعنی منافقین کو چاہے مستوقدین کے ساتھ تشبیہ دی جائے یا بارش والوں کے ساتھ بات ایک ہی ہے،، یہاں صرف برابری پائی جا رہی ہے کسی قسم کا کوئی شک نہیں پایا جا رہا))۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: """صیب""" کس سے ماخوذ ہے اور اس کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: یہ """صوب""" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے """نازل ہونا"""،، صیب کو بارش اور بادل دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس آیت میں دونوں معنوں کا احتمال ہے۔۔۔۔۔۔

((النکات البلاغیۃ فی تنکیر """صیب""" و تعریف """السماء"""))

سوال::: لفظ """صیب""" کو نکرہ کیوں لایا گیا؟؟؟

جواب::: صیب کو نکرہ لایا گیا ہے کیونکہ اس سے ایک تیز قسم کی بارش مراد ہے۔۔۔۔۔

سوال::: """السماء""" کو معرفہ کیوں لایا گیا؟؟؟

جواب::: الف لام استغراقی ہے اور یہ اس بات پہ دلالت کرنے کے لیے لایا گیا ہے کہ بادل نے آسمان کا ہر کونا گھیرا ہوا ہے کیونکہ جس طرح آسمان کے ہر طبقے کو """سماء""" کہا جاتا ہے اسی طرح ہر کونے پہ """سماء""" کا اطلاق ہوتا ہے((پس الف لام لانے سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ بادل نے آسمان کا کونا کونا گھیرا ہوا ہے)) اور الف لام استغراق کا ماننے کی صورت میں """صیب""" کے لفظ میں مبالغہ مزید بڑھ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ الف لام ماہیت کو بیان کرنے کے لیے ہے اور """سماء""" سے مراد بادل ہے۔۔۔۔۔

((تحقیق مفردات الآیۃ))

سوال::: آیت ""فیہ ظلمات""میں ظلمتوں سے مراد کون سی ظلمتیں ہیں؟؟؟

جواب::: اگر لفظ صیب سے ""بارش""مراد لی جائے تو یہاں بارش کے پے در پے آنے والے قطروں کی وجہ سے پیدا ہونے والا اندھیرا اور رات کا اندھیرا مراد ہے۔۔۔۔

اگر لفظ""صیب""سے مراد بادل لیا جائے تو یہاں اس کے کالے ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والا اندھیرا اور رات کا اندھیرا مراد ہے۔۔۔۔۔

اعتراض:: کڑک اور بجلی بادلوں میں پیدا ہوتی ہے لیکن آیت میں کہا گیا ہے کہ بارش میں کڑک اور بجلی ہے۔۔۔۔۔

جواب::: کڑک اور بجلی بارش کے اوپر اور اس کے برسنے کے محل کے ساتھ ملی ہوتی ہیں اس لیے مجازا بارش کو کڑک اور بجلی کا محل بنا دیا گیا۔۔۔۔۔

سوال::: ""رعد اور برق""کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: رعد اس آواز کو کہتے ہیں جو بادلوں سے سنائی دیتی ہو اور مشہور یہ ہے کہ یہ آواز تب پیدا ہوتا ہے جب اجرام سماوی میں اضطراب پیدا ہوتا ہے اور وہ آپس میں ٹکراتے ہیں۔۔۔۔

برق وہ چمک ہے جو بادلوں میں پیدا ہوتی ہے اور یہ ""برق الشئی بریقا""سے ماخوذ ہے۔۔۔

سوال::: رعد اور برق کو جمع کیوں نہیں لایا گیا؟؟؟

جواب::: کیونکہ یہ دونوں اصل میں مصدر ہیں۔۔۔۔۔۔

((تحقیق فی مرجع الضمائر فی قولہ تعالٰی""یجعلون اصابعھم""))

سوال::: ""اصابعھم""کی ضمیر کس کی جانب لوٹ رہی ہے؟؟؟

جواب::: اس کی ضمیر کا مرجع """صیب""" سے پہلے مقدر لفظ """ذوی""" ہے،، ذوی اگرچہ لفظوں میں موجود نہیں لیکن معنی میں موجود ہے اور اس کو مرجع بنانا جائز ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:::

یسقون من ورد البریص علیھم

بردی یصفق بالرحیق السلسل

ترجمہ::: وہ((یعنی غسانی بادشاہ)) اس شخص کو جوان کے پاس بریص کے مقام پہ آتا ہے بردی نہر کا پانی ایسے شراب میں ملا کر پلاتے ہیں جو آسانی سے گلے سے اتر جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

اس شعر میں """بردی""" سے پہلے """ماء""" محذوف ہے لیکن """یصفق""" کی ضمیر کا مرجع وہی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: """یجعلون اصابعھم""" کا ما قبل سے ترکیبی تعلق بیان کریں۔۔۔

جواب::: یہ جملہ مستانفہ ہے اور جملہ مستانفہ سوال مقدر کے جواب میں واقع ہوتا ہے،، یہاں سوال مقدر یہ ہے """ان تمام ہولناکیوں کے ساتھ بارش میں چلنے والوں کا کیا حال ہوگا؟؟؟""" تو اس کا جواب یہ دیا گیا """وہ بجلی کی کڑک اور چمک کی وجہ سے موت کے خوف سے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں"""۔۔۔۔۔

اعتراض::: کانوں میں انگلیاں داخل نہیں کی جاتیں بلکہ انگلیوں کے پورے داخل کیے جاتے ہیں،، جبکہ قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے """وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال رہے ہیں"""۔۔۔۔۔

جواب::: یہاں انگلیوں کو مبالغہ کے طور پر پوروں کے قائم مقام قرار دیا ہے۔۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمۃ """الصواعق"""))

سوال::: """من الصواعق""" کا متعلق بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: من الصواعق """یجعلون""" کے متعلق ہے یعنی بجلی کی کڑک کی وجہ سے وہ اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ڈال رہے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: لفظ"""صواعق""" کی تحقیق کریں۔۔۔۔۔

جواب::: یہ """صاعقۃ""" کی جمع ہے اور اس کا مطلب ہے """ایسی شدید کڑک جس کے ساتھ آگ ہو اور جس پہ پڑے اسے جلا کر رکھ کر دے"""، کبھی کبھی اس کا اطلاق اس ہولناک چیز پہ بھی ہوتا جسے دیکھ کر یا سن کر دہشت طاری ہو جائے۔۔۔۔۔

سوال::: """من الصواعق""" کی دوسری قرأت بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس کی دوسری قرأت ہے """من الصواقع""" اور یہ لفظ((یعنی صواقع))صواعق سے بدلا ہوا نہیں ہے بلکہ دونوں اصل ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: صاعقۃ میں """ۃ""" کون سی ہے؟؟؟

جواب::: اس میں تین احتمالات ہیں:::

(1) اگر صاعقۃ """قصفۃ الرعد""" کی صفت ہے تو اس صورت میں """ۃ""" تانیث کی ہو گی۔۔۔۔۔

(2) صاعقۃ """رعد""" کی صفت ہے اس صورت میں """ۃ""" مبالغہ کے لیے ہو گی۔۔۔۔۔

(3) صاعقۃ مصدر ہے اس صورت میں """ۃ""" مصدری ہو گی۔۔۔۔۔

سوال::: """حذر الموت""" کی ترکیب کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ یجعلون سے مفعول لہ بن رہا ہے۔۔۔۔۔

((تحقیق معنی الموت))

سوال::: موت کا معنی بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: حیات کے زوال کو موت کہتے ہیں۔۔۔۔((اس معنی کے اعتبار سے موت ایک عدمی چیز ہے))۔۔۔۔۔

ایک قول یہ بھی کہا گیا ہے کہ موت ایک ایسا عارضہ ہے جو حیات کے منافی ہو اور اس صورت میں موت ایک وجودی شے ہو گی کیونکہ اللہ نے فرمایا"""خلق الموت والحیاۃ""" یہاں خلق ایجاد کے معنی میں ہے پس اس کا مفعول وجودی ہو گا۔۔۔ لیکن یہ قول رد کر دیا گیا ہے کیونکہ خلق ایجاد کے معنی میں نہیں بلکہ تقدیر اور اندازے کے معنی میں ہے،، جس طرح وجودی چیز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اسی طرح عدمی چیز کا بھی لگایا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: """واللہ محیط بالکافرین""" کا معنی بیان کریں،، نیز بتائیں اس کے اعراب کا محل کیا ہے؟؟؟

جواب::: اس کا مطلب ہے کہ کفار اللہ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے جس طرح گھرا ہوا شخص گھیرنے والے سے نہیں بچ سکتا اور کفار کو ان کا مکر و فریب کوئی فائدہ نہیں دے گا۔۔۔۔۔

یہ جملہ معترضہ ہے اس کے کا کوئی محل اعراب نہیں۔۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمۃ"""کاد""" وبیان الفرق بینھا وبین """عسی"""))

سوال::: """یکاد البرق یخطف ابصارھم""" یہ آیت کس سوال مقدر کا جواب ہے؟؟؟

جواب::: سوال مقدر یہ ہے کہ بجلی کی چمک اور گرج کے وقت ان کی کیا حالت ہو گی؟؟؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے گی اور اس بجلی سے وہ ڈر جاتے ہیں اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: ""یکاد"" زمانہ حال میں خبر کے قریب ہونے پہ دلالت کرتا ہے یعنی عنقریب منافقین کی نگاہیں اچک لی جائیں گی لیکن اس کے باوجود ابھی تک آنکھیں کیوں نہیں اچکی گئیں؟؟؟

جواب::: آنکھیں ابھی تک اس لیے نہیں اچکی گئیں کیونکہ شرط مفقود ہے یا کوئی مانع پایا جارہا ہے،، وہ شرط اور مانع اللہ عزوجل کاارادہ ہے کہ ابھی تک اللہ عزوجل نے اچکنے کاارادہ نہیں کیااس لیے نہیں اچکی گئیں۔۔۔

سوال::: ""کاد اور عسی"" میں کیافرق ہے؟؟؟

جواب::: ""کاد"" افعال مقاربہ میں سے ہے اور زمانہ حال میں خبر کے قریب واقع ہونے پہ دلالت کرتا ہے جبکہ ""عسی"" زمانہ مستقبل میں خبر کے قریب واقع ہونے پہ دلالت کرتا ہے۔۔۔

""کاد"" ایسا فعل ہے جو محض خبریہ اور متصرفہ ہے جبکہ ""عسی"" انشائیہ اور غیر متصرفہ ہے۔۔۔

""عسی"" کی خبر پہ اکثراوقات ""أن"" آتا ہے جبکہ ""کاد"" کی خبر اکثر اس کے بغیر آتی ہے،، لیکن جب ""کاد"" عسی کے معنی میں ہوگا تو اس کی خبر پہ ""أن"" آئے گا اور جب ""عسی"" کاد کے معنی میں ہوگا تو اس کی خبر پہ ""أن"" نہیں آئے گا۔۔۔۔

((بیان قراءات کلمۃ ""یخطف""))

سوال::: ""خطف"" کا کیا معنی ہے؟؟؟

جواب::: اس کا معنی ہے تیزی سے اچک لینا۔۔۔

سوال::: مصنف نے ""یخطف"" کی مزید کتنی اور کون سی قرأتیں بیان کی ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے اس کی چار قراءات بیان کی ہیں:::

(1) ""یخطِف"" طاء کے کسرہ کے ساتھ

(2)""یخطف ""خاء کے فتحہ اور طاء مشدد مکسور کے ساتھ،،اصل میں یہ یختطف تھا پھر ""تاء ""کی حرکت نقل کر کے ""خاء ""کو دی اور اس کا ""طاء ""میں ادغام کر دیا۔۔۔۔

(3)""یخطف ""خاء کے کسرہ اور طاء مشدد مکسور کے ساتھ،،یہ بھی اصل میں ""یختطف ""تھا لیکن اس صورت میں ""تاء ""کی حرکت خاء کی طرف نقل نہیں کی گئی،،خاء اور تاء دونوں ساکن ہیں چنانچہ التقاء ساکنین اور یاء کی اتباع کی وجہ سے ""خاء ""کو کسرہ دے دیا گیا اور تاء کا طاء میں ادغام کر دیا گیا۔۔۔۔

(4)اس کو ""یتخطف ""بھی پڑھا گیا ہے۔۔۔۔۔

((بیان مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا، وتحقیق کلمۃ ""أضاء ""و""أظلم ""))

سوال::: آیت ""کلما أضاء لھم مشوا فیہ واذا أظلم علیھم قاموا ""کی ما قبل آیت سے کیا مناسبت ہے ؟؟؟

جواب::: یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے،،سوال یہ ہے کہ بجلی کے روشن ہونے اور بجھنے کی حالت میں منافقین کی کیا حالت ہوتی ہے ؟؟؟تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جب بجلی روشن ہوتی ہے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب بجلی بند ہو جاتی تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: أضاء اور أظلم کی تحقیق بیان کریں۔۔۔

جواب::: ""أضاء ""لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہو سکتا ہے،،جب یہ متعدی ہو گا تو اس کا معنی یہ ہو گا ""جب بجلی ان کے چلنے کی جگہ کو روشن کرتی ہے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں ""،،جب لازم ہو گا تو اس کا معنی یوں ہو گا ""جب وہ ان کے لیے روشن ہوتی ہے تو اس کی روشنی میں چلتے ہیں ""۔۔۔۔۔

اسی طرح ""أظلم ""بھی لازم اور متعدی دونوں طرح آتا ہے،،جب یہ لازم ہو گا تو ""ظلم اللیل ""کے معنی میں ہو گا اور جب متعدی ہو گا تو ""أظلم اللیل ""کے معنی میں ہو گا۔۔۔۔

((بیان ا لنکات البلاغیۃ))

سوال::: مذکورہ بالا آیت میں """اضاءۃ""" کے ساتھ """کلما""" اور """اظلام""" کے ساتھ """اذا""" کیوں استعمال ہوا؟؟؟

جواب::: """کلما""" تکرار کا فائدہ دیتا ہے،،چونکہ بارش والے چلنے کے بڑے حریص ہیں جب جب روشنی ہوتی ہے تو وہ چلنے لگ جاتے ہیں اس لیے """اضاءۃ""" کے ساتھ کلما ذکر کیا۔۔۔

"""اذا""" محض شرط وجزاء کے لیے آتا ہے یہ تکرار کا فائدہ نہیں دیتا،،چونکہ جب اندھیرا چھاتا ہے تو وہ مجبوری کی وجہ سے رک جاتے ہیں تو یہاں """اذا""" لاکر اس بات کو ظاہر کیا گیا کہ ان کا رکنا ان کے شوق کی وجہ سے نہیں بلکہ مجبوری کی وجہ سے ہے اور """اضاءۃ""" کے ساتھ کلما لاکر بتادیا کہ وہ چلنے کے بڑے حریص ہیں۔۔۔۔

سوال::: """قاموا""" کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: اس کا مطلب ہے کھڑا ہو جانا،،جب پانی جم جائے یعنی کھڑا ہو جائے تو کہا جاتا ہے """قام الماء"""۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمۃ"""لو"""وفوائد الجملۃ الشرطیۃ))

سوال::: """ولو شاء اللہ لذھب بسمعھم وأبصارھم """اس آیت کا مطلب بیان کریں۔۔۔نیز یہ بتائیں کیا اس آیت میں """شاء""" کا مفعول ذکر کیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: اس آیت کا مطلب ہے """اگر اللہ چاہتا کہ تیز کڑک کی آواز کے ذریعے ان کی سماعت اور بجلی کی روشنی کے زریعے ان کی بصارت لے جائے تو وہ لے جاتا"""۔۔۔۔

یہاں شاء کا مفعول حذف ہے کیونکہ جواب شرط اس کے حذف ہونے پہ دلالت کر رہا ہے۔۔۔

سوال::: شاء اور اراد کے مفعول کو کب ذکر کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: عام طور پر ان دونوں افعال کے مفعول کو حذف کیا جاتا ہے لیکن جب ان کا مفعول عجیب وغریب ہو تب اسے ذکر کیا جاتا ہے۔۔۔

مثلا::: شاعر کا قول ہے ""فلو شئت أن أبکی دما لبکیتہ ""یعنی اگر میں خون کے آنسو رونا چاہتا تو ضرور روتا۔۔۔

یہاں مفعول ذکر کیا گیا ہے کیونکہ خون کے آنسو رونا ایک عجیب کام ہے۔۔۔۔

سوال::: ""لو"" کون سے حروف میں سے ہے؟؟؟اور اس کا ظاہر کس چیز پہ دلالت کرتا ہے؟؟؟

جواب::: یہ حروف شرط میں سے ہے،،اس کا ظاہر اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ دوسرے کی نفی کی وجہ سے پہلے کی نفی کر دی جائے یعنی لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی کرنا۔۔۔

سوال::: ""لذھب بسمعھم"" کو مزید کس طریقے سے پڑھا گیا ہے؟؟؟

جواب::: اس کو ""لأذھب بأسماعھم""پڑھا گیا ہے،،یہاں ""باء"" زائدہ ہے۔۔۔

سوال::: ""ولو شاء اللہ لذھب بسمعھم وأبصارھم"" یہاں جملہ شرطیہ لانے کا کیا فائدہ ہے؟؟؟

جواب::: اس کے تین فوائد ہیں:::

(1)منافقین کی سماعت وبصارت لے جانے کے تمام تقاضے پائے جارہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی سماعت و بصارت نہیں گئی،،یہاں جملہ شرطیہ سے اس مانع کو بیان ظاہر کرنا مقصود ہے جس کی وجہ سے ان کی سماعت وبصارت کو نہیں چھینا گیا۔۔۔۔

(2)اس بات پہ تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ تمام اسباب اللہ پاک کی مشیت سے اثر انداز ہوتے ہیں،،اگر اللہ عزوجل کی چاہت نہ ہو تو تمام اسباب بیکار ہیں۔۔۔

(3)تمام مسببات واسباب اللہ پاک کی قدرت کے تحت ہیں۔۔۔

((تحقیق کلمۃ""شئ""وبیان الخلاف فیھا))

سوال::: اہلسنت کے نزدیک ""شئ""کیا ہے؟؟؟

جواب::: شئ کا اطلاق موجود چیز پہ ہوتا ہے کیونکہ یہ اصل میں ""شاء""کا مصدر ہے اور کبھی کبھی شاء((اسم فاعل))کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی وہ ذات جس کے ساتھ مشیت اور ارادہ کا فعل قائم ہو اور اس وقت یہ ذات باری تعالیٰ کو شامل ہو گا جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

قل ای شئ اکبر شھادۃ قل اللہ شھید

((اس آیت مبارکہ میں شے کا اطلاق اللہ پاک پہ کیا گیا یعنی کیا کوئی شے شہادت کے اعتبار سے سب سے بڑی ہے آپ فرمادیں اللہ شہید یعنی گواہ ہے))۔۔۔۔

کبھی کبھی یہ ""مشیء""((اسم مفعول))کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی وہ ذات جس کے وجود کو چاہا جائے اور جس کے وجود کو اللہ چاہے تو وہ چیز موجود ہی ہوتی ہے،،اللہ پاک فرمان ہے:::

ان اللہ علی کل شئ قدیر

اللہ خالق کل شئ

اللہ پاک کے ان دونوں فرامین میں لفظ""شئ""مشیء کے معنی میں استعمال ہوا ہے،،اور یہ دونوں آیات اپنے عموم پر ہیں ان میں کسی قسم کے استثناء کی ضرورت نہیں۔۔۔۔

سوال::: معتزلہ کے نزدیک ""شئ""کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب:؛؛ معتزلہ کے نزدیک شے اسے کہتے ہیں جس کا پایا جانا صحیح ہو اس صورت میں یہ واجب اور ممکن کو شامل ہو گی،، شئ کے بارے میں معتزلہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ شے اسے کہتے ہیں جس کے بارے میں جانا جائے اور خبر دی جائے تو اس صورت میں یہ ممتنع کو بھی شامل ہو گی۔۔۔۔

((تحقیق معنی""القدرۃ""و""القدیر""))

سوال::: قدرت کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب:::

قدرت کہتے ہیں""کسی چیز کو پیدا کرنے پہ قادر ہونا""،،اس کا دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے""قدرت ایسی صفت کا نام ہے جو تمکن اور قدرت کا تقاضا کرتی ہے""۔۔۔۔

سوال::: انسان کی قدرت اور اللہ پاک کی قدرت میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: انسان کی قدرت سے مراد وہ ہیئت یا کیفیت ہے جس کے ذریعے وہ کسی کام کے کرنے پہ قادر ہوتا ہے۔۔۔

اللہ پاک کی قدرت کا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی کام کے کرنے سے عاجز نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: قادر اور قدیر کا فرق بیان کریں۔۔۔

جواب::: قادر اس ذات کو کہتے ہیں کہ اگر وہ کسی کام کو کرنا چاہے تو کر لے اور اگر نہ کرنا چاہے تو نہ کرے۔۔۔۔

قدیر میں قادر کے مقابلے میں زیادہ مبالغہ ہے،،اس کا معنی ہے بہت زیادہ قدرت والا یعنی جو چاہے جب چاہے جس طرح چاہے کسی کام کو کرے اسی وجہ سے""قدیر""غیر اللہ کی صفت بہت کم بنتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: قدرت کا مشتق منہ بیان کریں۔۔۔

جواب::: یہ """قدر""" سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے """اندازہ لگانا"""، اور قادر کو قادر اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی طاقت یا چاہت کے مطابق کام کرتا ہے اور اس میں اس بات پہ دلیل ہے کہ حادث حدوث کی حالت میں اور ممکن حالت بقاء میں تحت قدرت ہوتا ہے اور جو چیز بندے کی قدرت میں ہو وہ اللہ کی قدرت کے تحت بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ ((چیز جو بندے کی قدرت کے تحت ہے وہ بھی)) ایک شے ہے اور ہر شے پہ اللہ پاک قادر ہے۔۔۔۔۔۔

((توضیح التمثیلین وبیان کونهما من التمثیلات المؤلفۃ))

سوال::: """مثلھم کمثل الذی استوقد نارا""" اور """او کصیب من السماء""" میں کون سی تشبیہ پائی جا رہی ہے؟؟؟

جواب::: ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں آیات میں تشبیہ مرکب پائی جا رہی ہے اور ان آیات میں تشبیہ مفرد کا پایا جانا بھی ممکن ہے۔۔۔۔۔

سوال::: تشبیہ مرکب کسے کہتے ہیں؟؟؟ مثال سے واضح کریں۔۔۔۔

جواب::: ایسا مجموعہ جس کے اجزاء آپس میں اس طرح ملے ہوئے ہوں کہ وہ مجموعہ ایک شے بن جائے اور اس مجموعہ سے جو کیفیت حاصل ہو اس کو اسی کی مثل کیفیت سے تشبیہ دینا """تشبیہ مرکب""" کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

مثلا::: وہ یہودی جنہیں تورات دی گئی اور انہوں نے اس پہ عمل نہیں کیا ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پہ کتابیں لدی ہوئی ہوں اور اسے ان کتابوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔۔۔۔

اس مثال میں یہودی، تورات اور اس پہ یہودیوں کا عمل نہ کرنا یہ تین چیزوں کا مجموعہ """مشبہ""" ہے اور دوسری طرف گدھا، کتابیں اور گدھے کا ان کتابوں سے نفع نہ اٹھانا یہ تین چیزوں کا مجموعہ """مشبہ بہ""" ہے۔۔۔۔۔ اسی کو تشبیہ مرکب کہتے ہیں کہ چند چیزوں کے مجموعے سے حاصل ہونے والی کیفیت کو اسی کی مثل کیفیت سے تشبیہ دینا۔۔۔۔

سوال::: """مثلھم کمثل الذی استوقد نارا"""اور"""او کصیب من السماء"""میں کس طرح تشبیہ مرکب پائی جارہی ہے؟؟؟

جواب::: پہلی مثال"""مثلھم کمثل الذی استوقد نارا"""میں منافقین کی حیرانگی اور شدت والے امر میں مبتلاء ہونے کی حالت کو اس آدمی کی حالت سے تشبیہ دی گئی ہے جو آگ روشن کرتا ہے اور آگ اپنے ارد گرد کے ماحول کو روشن کر دیتی ہے لیکن اچانک وہ بجھ جاتی ہے اور پھر اندھیرا ہو جاتا ہے،، جس طرح وہ آدمی اس اندھیرے میں حیرانگی اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے یہی حالت منافقین کی ہے۔۔۔۔۔

دوسری مثال"""اَو کصیب من السماء"""میں منافقین کی حالت کو اس بندے سے تشبیہ دی گئی ہے جو اندھیری رات میں چل رہا ہو اور آسمان پہ بادل چھائے ہوں،، بادلوں میں کڑک اور بجلی بھی ہو تو اس صورتحال میں اس شخص کی جو حالت ہو گی وہی حالت منافقین کی ہے۔۔۔۔۔

((بیان کون التمثیلین من قبیل التمثیل المفرد))

سوال::: تشبیہ مفرد کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: مفرد چیز کو مفرد کے ساتھ تشبیہ دینا"""تشبیہ مفرد"""کہلاتا ہے۔۔۔مثال کے طور پر اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ(19)وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ(20)وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ(21)

ان تین آیات میں کافر کو اندھے کے ساتھ اور مؤمن کو صاحب بصیرت کے ساتھ تشبیہ دی گئی،، کفر کو تاریکی کے ساتھ اور ایمان کو نور کے ساتھ تشبیہ دی گئی،، مومن پہ ہونے والے انعام الٰہی کو سائے کے ساتھ اور کافر پہ ہونے والے عذاب کو دھوپ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آیت""" مثلھم کمثل الذی استوقد نارا""" میں کس طرح تشبیہ مفرد پائی جارہی ہے؟؟؟

جواب::: اس آیت میں منافقین کو آگ جلانے والے کے ساتھ،،ان کے ایمان کے اظہار کو آگ کے روشن ہونے کے ساتھ،،انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کر کے جو فوائد اٹھائے مثلا جان ومال کی سلامتی وغیرہ اس کو آگ کا ارد گرد کے ماحول کو روشن کرنے کے ساتھ،،ان کی ہلاکت،حالت نفاق کے ظاہر ہونے اوران کا عذاب میں ہمیشہ کے لیے رہنے کو آگ کے بجھ جانے اوراس کی روشنی کے ختم ہو جانے کے ساتھ تشبیہ دی۔۔

((بیان المشبہ والمشبہ بہ فی التمثیل الثانی))

سوال::: آیت"""أو کصیب من السماء"""میں کس طرح تشبیہ مفرد پائی جارہی ہے؟؟؟

جواب::: یہاں منافقین کو بارش والے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے،،ان کا ایمان جو دھوکے اور کفر کے ساتھ ملا ہوا ہے اس کو اس بارش کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس میں تاریکی،بجلی اور کڑک ہے اور یہ تشبیہ اس حیثیت سے ہے کہ اگرچہ بارش فی نفسہ فائدہ مند چیز ہے لیکن جب وہ اس صورت میں پائی جائے گی تو وہ نقصان دے گی۔۔۔

منافقین کا نفاق جو کہ مومنوں کی سزاؤں سے بچنے کے لیے ہے،اس کو موت کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ڈالنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے حالانکہ ان کا یوں کرنا اللہ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتا اور اگر اللہ نے ان کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اس نقصان سے نہیں بچ سکتے۔۔۔ معاملے کی شدت کی وجہ سے ان کے حیران ہونے اوران کا اپنے کاموں کے انجام سے باخبر ہونے کو اس بات کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جب جب بجلی چمکتی ہے وہ اس کو غنیمت جانتے ہوئے چلنا شروع کر دیتے ہیں اوران کو اس بات کا خوف بھی ہوتا ہے کہ کہیں بجلی کی وجہ سے ان کی آنکھیں نہ اچک لی جائیں پھر جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو بلکل بے حس و حرکت کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

((قول الامام الراغب فی تعین المشبہ والمشبہ بہ فی التمثیل الثانی))

سوال::: امام راغب نے دوسری آیت """أو کصیب من السماء""" میں مشبہ اور مشبہ بہ کے حوالے سے کیا فرمایا ہے ؟؟؟

جواب::: امام راغب فرماتے ہیں کہ ایمان، قرآن اور وہ تمام معارف جو انسان کو دیے گئے اور وہ ابدی زندگی کا سبب ہیں ان کو اس بارش کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو بنجر زمین کو زندہ کرتی ہے۔۔۔ حق کے راستے کو قبول کرنے میں جو شبہات اور اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کو بارش کے اندھیروں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے،، قرآنی آیات میں جو وعدے اور وعیدیں بیان ہوئی ہیں ان کو کڑک کے ساتھ اور جو آیات بلکل واضح ہیں ان کو بجلی کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔۔۔۔ لوگوں کا جان بوجھ کر وعیدات کو سننے سے بہرا ہونے کو اس بندے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو کڑک کی آواز کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ڈال دیتا ہے حالانکہ اس کا یوں کرنا اسے بچا نہیں سکتا۔۔۔ جب ان کے لیے بجلی روشن ہوتی ہے تو وہ نفع حاصل کرنے کی لالچ میں آگے بڑھتے ہیں ان کی اس حالت کو اس بندے کی حالت سے تشبیہ دی گئی ہے جب بجلی روشن ہوتی ہے تو وہ چلنے لگتا ہے،، جب لوگوں کو دین کے معاملے میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو حیرانگی و پریشانی میں کھڑے ہو جاتے ہیں ان کو اس بندے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے رک جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آیت """ولو شاء اللہ لذھب بسمعھم وأبصارھم""" سے اللہ پاک نے کس بات پہ تنبیہ کی ہے ؟؟؟

جواب::: اللہ پاک نے اس آیت کے ذریعے اس بات پہ تنبیہ کی ہے کہ اللہ پاک نے ان کو سماعت و بصارت اس لیے دی تاکہ وہ ان کا فائدہ اٹھائیں اور انہیں کامیابی کا ذریعہ بنائیں لیکن انہوں نے ان کو اخروی نعمتوں کی طرف پھیرنے کی بجائے دنیاوی نعمتوں کی طرف پھیر دیا اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں اس حالت میں کر دیتا جو انہوں نے اپنے لیے تیار کی کیونکہ وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔۔۔۔

((آیت نمبر 21))

((بیان مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا و سبب الالتفات الی الخطاب من الغیبۃ))

سوال::: آیت""یاایھاالناس اعبدوا ربکم""کی پچھلی آیت سے کیا مناسبت ہے؟؟؟

جواب::: جب اللہ پاک نے مختلف فرقوں،ان کے اوصاف اور امور کا تذکرہ کیا تو التفات کرتے ہوئے انہیں مخاطب کے درجہ پہ رکھ کر خطاب کے صیغوں کے ساتھ ان سے گفتگو کی اور عبادت کا حکم دیا تاکہ سامع کو خوشی دی جائے((کیونکہ جب سامع ایک نئے طریقے کا کلام سنے گا تو اس کی دلچسپی بڑھے گی))اور عبادت کی شان و عظمت کو بیان کیا جائے۔۔۔۔۔۔

((شرح المفردات فی قولہ تعالیٰ""یاایھا""))

سوال::: حرف نداء""یا""کو کس کے لیے وضع کیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: اسے منادی بعید کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی""منادی قریب""کو منادی بعید کی جگہ رکھ کر ""یا""کے ذریعے نداء دی جاتی ہے،،منادی قریب کو بعید کی جگہ رکھ کر""یا""کے ذریعے نداء دینے کی تین وجوہات ہیں:::

(1)منادی کی عظمت کی وجہ سے،،جیسا کہ کہا جاتا ہے""یااللہ""،،حالانکہ اللہ عزوجل تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے لیکن عظمت وشان کی وجہ سے اللہ عزوجل کو منادی بعید کی جگہ رکھ کر نداء دی۔۔۔۔۔۔

(2)منادی کی غفلت اور سوء فہم کی وجہ سے

(3)مدعولہ کی طرف توجہ دلانے کے لیے

سوال::: حرف نداء کب جملہ مفیدہ بنتا ہے؟؟؟

جواب::: حرف نداء جب منادی سے ملتا ہے تو جملہ مفیدہ بن جاتا ہے کیونکہ اس وقت یہ """اُدعو""" فعل کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: """یاایھاالناس""" میں حرف نداء اور منادی کے درمیان """ایھا""" کو کیوں لایا گیا؟؟؟

جواب::: حرف نداء اور منادی کے درمیان """ای""" کو لایا گیا کیونکہ حرف نداء اور منادی معرف باللام کا جمع ہونا متعذر ہے لہٰذا ان دونوں کو ملانے کے لیے """ای""" کو بطور واسطہ ذکر کیا گیا اور اس کو منادی کا حکم دے دیا گیا تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہی مقصود بالنداء ہے((ویسے حقیقت میں """منادی""" مقصود بالنداء ہوتا ہے،، یہاں """ای""" حرف نداء اور منادی کو ملانے کے لیے استعمال ہوا اس لیے اسے منادی کے قائم مقام قرار دیا))۔۔۔۔

"""ای""" کے ساتھ ھاء حرف تنبیہ کو بطور تاکید ذکر کیا گیا اور چونکہ لفظ """ای""" مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے پس ھاء حرف تنبیہ کو مضاف الیہ کے عوض کے طور پر ذکر کر دیا گیا۔۔۔۔۔

((فائدۃ استعمال ھذہ الطریقہ بالکثرۃ للنداء))

سوال::: قرآن کریم میں نداء کے لیے یہ طریقہ کیوں استعمال کیا گیا؟؟؟((یعنی حرف نداء بعید کے ذریعے قریب کو نداء کرنا،، """ای اور حرف تنبیہ """ کا استعمال کرنا وغیرہ))

جواب::: قرآن مجید میں یہ طریقہ نداء بکثرت وارد ہوا ہے تاکہ تاکید حاصل ہو،، ہر وہ کلام جو اللہ اپنے بندوں سے کرتا ہے وہ انتہائی اہم ہوتا ہے پس وہ کلام اس لائق ہے کہ اسے مؤکد اور اَبلغ بنا کر ذکر کیا جائے۔۔۔۔۔۔

((بیان افادۃ العموم للجمع و اُسمائہ))

سوال::: جمع معرف باللام اور اسم جمع معرف باللام کس چیز کا فائدہ دیتے ہیں؟؟؟

جواب::: اگر ان میں عہد خارجی کی گنجائش نہ ہو تو یہ عموم اور استغراق کا فائدہ دیتے ہیں اور اس پہ تین دلائل ہیں:::

(1)اس سے ((یعنی جمع معرف باللام اور اسم جمع معرف باللام سے))استثناء کرنا درست ہے اور استثناء اسی چیز سے کیا جاتا ہے جو عام ہو۔۔۔۔۔

(2)جمع معرف باللام کی تاکید ان الفاظ سے لانی درست ہوتی ہے جو عموم کا فائدہ ہیں،، مثلا:::"""فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون""" یہاں """الملائکہ """کی تاکید""کلھم """سے لائی گئی اور """کل""" عمومیت کا فائدہ دیتا ہے پس معلوم ہوا کہ """الملائکہ """میں عموم تھا اگر عموم نہ ہوتا تو اس کی تاکید """کل""" کے ساتھ نہ لائی جاتی۔۔۔۔۔

(3)عموما صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جمع معرف باللام کو عمومیت کے معنی میں لیتے تھے۔۔۔۔۔

((بیان شمول کلمۃ"""الناس"""فی قولہ))

سوال::: لفظ"""الناس"""کن لوگوں کو شامل ہے؟؟؟

جواب::: وحی کے وقت جو لوگ وہاں موجود تھے ان کو"""الناس"""لفظا شامل ہے اور وہ لوگ جو قیامت تک آئیں گے ان کو یہ لفظ دلالت کے طور پر شامل ہے کیونکہ یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب وہاں موجود اور قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے سوائے ان لوگوں کے جو خاص کر دیے جائیں مثلا:::بچے، مجنون وغیرہ۔۔۔۔۔۔

اعتراض:: حضرت علقمہ اور حسن رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ ہر وہ آیت جس میں """یا ایھا الناس""" ہے وہ مکی اور ہر وہ آیت جس میں """یا ایھا الذین آمنوا""" کے ذریعے خطاب کیا گیا ہے وہ مدنی ہے،، یہاں """یا ایھا الناس"""کہ کر عبادت کا حکم دیا جارہا ہے پس کفار کو عبادت کا حکم کیسے دیا جاسکتا ہے؟؟؟

جواب::: پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم مانتے ہی نہیں یہ قول مرفوع ہے ہو سکتا ہے ان بزرگوں کا اپنا ہو اور اگر ہم اس کو مرفوع مان لیں تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہاں صرف کفار سے خطاب کیا گیا ہے کیونکہ مکہ میں کفار بھی تھے اور مومنین بھی اور جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ ایک قدر مشترک ہے،، جب یہ خطاب مومنین کو ہو گا تو اس کا مطلب ہو گا

""""عبادت پہ ثابت قدم رہیں اور اس میں اضافہ کریں"""اور جب کفار کو ہو گا تو اس کا مطلب ہو گا"""پہلے ایمان لائیں اور پھر عبادت کریں"""۔۔۔۔۔

سوال::: اس آیت میں لفظ"""ربکم"""کیوں لایا گیا؟؟؟

جواب::: اس آیت میں لفظ"""ربکم"""لا کر اللہ عزوجل نے اس بات پہ تنبیہ کر دی ہے کہ عبادت کی علت """ربوبیت"""ہے((یعنی اس کی عبادت اس لیے کرو کیونکہ وہ تمہارا رب ہے اسی نے تمہیں پالا ہے))۔۔۔۔۔۔

((بیان موضع الجملة فی الکلام))

سوال::: خلق کا معنی بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: خلق کا مطلب ہے"""کسی چیز کو اندازے کے مطابق اور برابر پیدا کرنا"""اور اس کا لغوی معنی ہے """اندازہ لگانا"""۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: """والذین من قبلکم"""میں کون کون شامل ہے؟؟؟ نیز اس کا اعراب کیا ہو گا؟؟؟

جواب::: اس میں ہر وہ انسان شامل ہو گا جو ذات یا زمانے کے اعتبار سے مقدم تھا اور اس کا اعراب نصب ہے کیونکہ اس کا عطف"""خلقکم"""کی ضمیر منصوب متصل پہ ہے۔۔۔۔۔۔

اعتراض:: اس آیت میں"""الذی خلقکم"""رب کی صفت نہیں بن سکتا کیونکہ مشرکین اس بات سے لاعلم تھے کہ ان کا خالق اللہ ہے۔۔۔۔۔

جواب::: """الذی خلقکم"""جملے کو صفت بنانا بلکل درست ہے کیونکہ مشرکین جانتے تھے کہ اللہ ان کا خالق ہے اور اس بات کا وہ اعتراف بھی کر چکے تھے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ

ترجمہ::: اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟؟؟ وہ ضرور کہیں گے اللہ((نے ہمیں پیدا کیا))۔۔۔۔۔

یا اس جملے کو اس لیے ""رب"" کی صفت بنانا درست ہے کہ اگر مشرکین اس معاملے میں تھوڑا سا غور و خوض کرتے تو اللہ پاک کو پہچان لیتے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: آیت ""والذین من قبلکم"" میں لفظ ""من"" کی دو قراءات ہیں،،،ایک قرأت میں یہ حرف جار ہوگا جبکہ دوسری قرأت میں ""میم"" پہ زبر ہوگا اور اس صورت میں یہ اسم موصول بنے گا،،اب اس آیت میں دو اسم موصول((یعنی ""الذین اور من""))ہیں اور ایک صلہ ہے ""قبلکم""،،یہ کس موصول کا صلہ بنے گا؟؟؟

جواب::: یہ موصول اول ""الذین"" کا صلہ بنے گا اور دوسرا موصول یہاں تاکید کے لیے زائد لایا گیا ہے لہذا اسے صلہ کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔

((بیان الاحتمالین فی صاحب الحال لقولہ تعالیٰ ""لعلکم تتقون""))

سوال::: ""لعلکم تتقون"" کی نحوی تراکیب بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس کی تین تراکیب مصنف نے بیان کی ہیں:::

(1) یہ ""اعبدوا"" کی ضمیر مرفوع متصل سے حال ہے اور اس صورت میں یہ مطلب بنے گا کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت اس حال میں کرو کہ تمہیں امید ہو وہ تمہیں ہدایت اور فلاح کے ساتھ کامیاب ہونے والے متقین میں شامل کردے گا،،اس میں یہ بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ سالکین کا آخری درجہ تقوی ہے اور تقویٰ کا مطلب ہے ""ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ پاک کی بارگاہ میں پناہ طلب کرنا""اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تنبیہ ہے کہ عبادت کرنے والے کو اپنی عبادت پہ فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے اللہ سے ڈرنا چاہیے اور امید رکھنی چاہیے۔۔۔۔۔۔

(2)دوسری ترکیب یہ ہے کہ یہ((یعنی لعلکم تتقون))""" خلقکم """کی ضمیر منصوب متصل سے حال ہے اور معنی یہ ہوگا"""اس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو اس صورت میں پیدا کیا جس سے تقوی کی امید کی جاسکتی ہے"""،

یہاں مخاطبین کو غائبین پہ غلبہ دیا گیا ہے تاکہ سب کو مراد لے لیا جائے۔۔۔۔۔۔

(3)تیسری ترکیب یہ ہے کہ """لعلکم تتقون"""خلق کی علت ہے یعنی تمہیں اس لیے پیدا کیا تاکہ تم ڈرو،، لیکن یہ قول ضعیف ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 21 کس بات کا فائدہ دے رہی ہے؟؟؟

جواب::: اس آیت سے ہمیں یہ بات پتا چلی کہ اللہ پاک کی معرفت، اس کی وحدانیت اور استحقاق عبادت کا علم ہمیں تب حاصل ہوگا جب ہم اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور وخوض کریں گے اور اس کے افعال کے ذریعے دلیل پکڑیں گے،، مزید یہ بات معلوم ہوئی کہ بندہ اپنی عبادت کی وجہ سے ثواب کا حق دار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ پاک نے جو نعمتیں بندے کو عطا کی ہیں ان کی وجہ سے بندے پہ شکر کرنا واجب ہے یعنی بندے کی مثال اس مزدور جیسی ہے جس نے کام کرنے سے پہلے اجرت لے لی ہو،، پس بندہ اللہ کی دی گئی نعمتوں کا شکر کرنے کے لیے عبادت کرتا ہے یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ اسے ثواب عطا فرماتا ہے۔۔۔۔۔۔

((آیت نمبر22))

سوال::: """الذی جعل لکم الارض فراشا"""کی ترکیب اور اعراب بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:: اس آیت کی چار تراکیب بیان کی گئی ہے:::

(1)یہ """ربکم"""کی دوسری صفت ہے اور صورت میں یہ آیت محل نصب میں واقع ہے کیونکہ اس کا موصوف """ربکم"""منصوب ہے اور اس کی وجہ سے یہ بھی منصوب ہے۔۔۔۔۔

(2) یہ آیت مدح کی وجہ سے محل نصب میں ہے،، عبارت یوں ہو گی"" أمدح الذی جعل لکم الارض فراشا""۔۔۔۔۔۔

(3) یہ محل مدح میں ہے لیکن ""ھو"" مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ مرفوع ہے۔۔۔۔۔

(4) یہ آیت محل رفع میں ہے کیونکہ یہ خود مبتداء ہے اور اس کی خبر ""فلا تجعلوا للہ اندادا"" ہے۔۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمہ""جعل""))

سوال::: ""جعل"" کی تحقیق کریں۔۔۔

جواب::: ""جعل"" افعال عامہ میں سے ہے اور تین معانی میں مستعمل ہوتا ہے:::

(1) صار اور طفق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہ متعدی نہیں ہو گا۔۔۔

مثلا::: فقد جعلت قلوص بنی سہیل

من الأکوار مرتعھا قریب

ترجمہ::: بنی سہیل کے لمبی ٹانگوں والے اونٹوں کا ریوڑا اپنے ٹھکانے کے قریب ہو گیا۔۔۔۔۔

(2) یہ ""أوجد"" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہ متعدی بیک مفعول ہو گا،، مثلا اللہ پاک نے فرمایا :::

وجعل الظلمات والنور

ترجمہ::: اور اس نے اندھیروں اور نور کو بنایا۔۔۔۔۔

(3) یہ کبھی کبھی """صیر""" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہ متعدی بدو مفعول ہو گا،، مثال اللہ عزوجل کا فرمان ہے:::

جعل لکم الارض فراشا

ترجمہ::: اس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا۔۔۔۔۔

سوال::: تصییر کا کیا مطلب ہے؟؟؟

جواب::: تصییر کا مطلب ہے """ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا""" اور یہ منتقل ہونا کبھی بالفعل ہوتا ہے اور کبھی بالقول۔۔۔۔۔

((بیان کیفیۃ جعل الارض فراشا))

اعتراض:: زمین گیند کی شکل ہے جبکہ اللہ پاک فرما رہا ہے کہ یہ بچھونا ہے،، پس ایک گیند کیسے بچھونا ہو سکتی ہے؟؟؟ حالانکہ چیز کا بچھونا بننے کے لیے ہموار ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

جواب::: زمین کو بچھونا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کچھ حصہ پانی سے ظاہر کر دیا اور اس کو نرمی اور سختی کی درمیانی کیفیت عطا کر دی تاکہ اس پہ بیٹھا جا سکے اور سویا جا سکے تو گویا یہ ایک بچھونا بن گیا،، اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ یہ بستر کی طرح ہموار بچھی ہوئی ہے،، پس ان معنی میں زمین کا بچھونا ہونا اس کے گول ہونے کے منافی نہیں کیونکہ اس کا جرم بہت وسیع ہے اس پہ انسان، پہاڑ، جنگلات آبادیاں وغیرہ ہر طرح کی اشیاء موجود ہیں۔۔۔۔۔

سوال:::آسمان کو چھت بنانے کا کیا مطلب ہے؟؟؟ نیز لفظ """سماء""" کی تحقیق کریں۔۔۔۔

جواب::: آسمان کو چھت بنانے کا مطلب ہے کہ یہ ایک گنبد کی طرح ہم پہ نصب کر دیا گیا ہے۔۔۔۔

لفظ""سماء"" کے بارے میں دو قول ہیں،، یا تو یہ اسم جنس ہے اور اس صورت میں یہ واحد اور جمع پہ صادق آتا ہے،، دوسرے قول کے مطابق یہ ""سماءۃ"" کی جمع ہے------

سوال::: لفظ""بناء""کی لغوی تحقیق کریں-----

جواب::: یہ مصدر ہے اور مفعول کے معنی میں ہے جیسا کہ لباس بمعنی ملبوس-----

گنبد اور خیمے پہ ""بناء""کا اطلاق ہوتا ہے،، عربوں کا یہ رواج تھا جب وہ شادی کرتے تھے تو دلہن کے لیے ایک نیا خیمہ نصب کرتے تھے اور یہ کہا جاتا تھا""بنی علی امرأتہ""اس نے اپنے بیوی کے ساتھ شب باشی کی-----

((بیان تاویل خروج الثمار بالماء فی قولہ تعالیٰ""فاخرج بہ من الثمرات""))

سوال::: آیت""وأنزل من السماءماء""کی ترکیب نحوی بیان کریں-----

جواب::: یہ معطوف علیہ ہے اور اس کا عطف پیچھے""جعل لکم الارض فراشا""پہ ہے-----

سوال::: کیا زمین سے پھلوں کو نکالنے میں""پانی""مؤثر حقیقی کا کردار ادا کرتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں دو قول ہیں:::

(1)مؤثر حقیقی اللہ پاک ہے،، زمین سے پھل اللہ کی قدرت اور مشیت سے نکلتے ہیں جبکہ پانی اور مٹی ان کے اگنے کا ایک سبب ہے جس طرح نطفہ حیوانات کی پیدائش کا سبب ہے حالانکہ حقیقی طور پر ان کو پیدا کرنے والا اللہ ہے------

(2)دوسرا قول ان حضرات کا ہے جن کے نزدیک اسباب مؤثر حقیقی ہیں،، ان کی تقریر یہ ہو گی کہ اللہ پاک نے پانی میں قوت فاعلی اور زمین قبول کرنے قوت رکھی ہے پس ان دونوں کے ملنے سے انواع قسم کے پھل وجود میں آتے ہیں

چونکہ پھل وجود میں آنے کا سبب پانی کی قوت فاعلیہ اور زمین کی قوت قابلیہ ہے لہذا یہ دونوں مؤثر حقیقی ہوئے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا اللہ عزوجل تمام اشیاء کو ایک ہی دفعہ بلا اسباب پیدا کرنے پہ قادر نہیں ہے؟؟؟

جواب::: کیوں نہیں،،بے شک اللہ پاک تمام اشیاء کو ایک ہی دفعہ بلا اسباب پیدا کرنے پہ قادر ہے جس طرح اس نے ان کے اسباب کو بغیر کسی سبب کے بنایا،، لیکن اسباب کو استعمال کرنے اور اس تدریجی تخلیق میں کئی حکمتیں ہیں جو اہل بصیرت کے لیے سامان عبرت ہیں((ایک حکمت یہ ہے کہ بندوں کو یہ بات سوچنی چاہیے کہ اللہ عزوجل قادر مطلق ہونے کے باوجود اسباب کو استعمال فرماتا ہے تو بندے کمزور ہونے کے باوجود اسباب استعمال کیوں نہ کریں؟؟؟ پس اس میں بندوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ اپنے کاموں میں اسباب استعمال کرو اور آہستہ آہستہ کرو جلد بازی نہ کرو))۔۔۔۔۔

((تحقیق معنی کلمۃ"""من"""فی قولہ تعالیٰ"""من السماء"""و"""من الثمرات"""))

سوال::: اللہ پاک کے قول"""من السماء"""میں"""من"""کون سا ہے؟؟؟

جواب::: یہ"""من"""ابتداء کے لیے ہے برابر ہے کہ"""سماء"""سے مراد بادل لیے جائیں کیونکہ جو چیز اوپر ہوتی ہے اس پہ سماء کا اطلاق ہوتا ہے پس بادل بھی سر کے اوپر ہوتے ہیں اس لیے"""سماء"""سے بادل بھی مراد لیے جاسکتے ہیں اور سماء سے فلک بھی مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ بارش کا آغاز آسمان یعنی فلک سے ہوتا ہے اور پھر وہ بادل کی طرف آتی ہے اور بادل سے زمین پہ آتی ہے جیسا کہ ایک حدیث اس پہ دلالت کرتی ہے یا بارش برسنے کا سبب آسمانی اسباب مثلا سورج کی گرمی وغیرہ ہوتی ہے((یعنی سورج کی گرمی سے زمین کے بخارات اوپر کو اٹھتے ہیں اور بادل بن جاتے ہیں)) اس لیے یہاں"""سماء"""سے فلک بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل کے قول"""من الثمرات"""میں"""من"""کون سا ہے؟؟؟

جواب::: یہاں من تبعیض کے لیے ہے،، سورۃ فاطر میں اللہ عزوجل کا قول"" فأخرجنا بہ ثمرات"" بھی اس پہ دلالت کررہاہے((کیونکہ سورۃ فاطر کی اس آیت میں"" ثمرات"" نکرہ ہے اور بعض کے معنی میں ہے))،، سورۃ البقرہ کی اس آیت"" من الثمرات"" میں من تبعیضیہ کے ہونے پہ ایک اور دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں"" من"" دو نکرہ الفاظوں"" ماءاور رزقا"" کے درمیان آیا ہے۔۔۔۔

پس مطلب یہ بنے گا کہ"" ہم نے آسمان سے بعض پانی نازل کیا پس اس کے ذریعے بعض پھلوں کو نکالا تاکہ تمہارا کچھ رزق بن جائیں"" کیونکہ نہ تو آسمان سے سارا پانی اتارا جاتا ہے،، نہ ہی بارش کے ذریعے تمام پھل اگا دیے جاتے ہیں اور نہ ہی تمام کا تمام رزق پھل ہیں۔۔۔۔۔

"" من الثمرات"" کے"" من"" کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ"" من بیانیہ"" ہے اور"" رزقا"" بمعنی مرزوق ہے۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمہ"" من الثمرات""))

اعتراض:: لفظ"" ثمرات"" جمع قلت کا وزن استعمال کرنا درست نہیں بلکہ یہاں جمع کثرت کا وزن ہونا چاہیے۔۔۔

جواب::: جمع قلت کا وزن استعمال کرنا بلکل درست ہے اس کے مصنف نے تین جواب دیے ہیں:::

(1) یہاں ثمرات سے مراد"" جماعت الثمرۃ"" یعنی پھلوں کی جماعت ہے اور جماعت کے اندر بہت سارے افراد جمع ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

(2) کبھی کبھی جمع قلت کو جمع کثرت کی جگہ اور جمع کثرت کو جمع قلت کی جگہ استعمال کر دیا جاتا ہے یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

ثلاثۃ قروء

یہاں جمع قلت کی کی بجائے جمع کثرت کا صیغہ """قروء""" استعمال کر دیا گیا۔۔۔۔۔

(3) تیسرا جواب یہ ہے کہ """الثمرات""" معرف باللام ہے پس اس وجہ سے یہ حد قلت سے نکل کر حد کثرت میں آ گیا پس یہ اعتراض کرنا درست نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: """رزقا لکم""" کی ترکیب نحوی کریں۔۔۔۔

جواب::: اگر رزق مرزوق کے معنی میں ہو تو """لکم""" اس کی صفت بنے گا اور اگر رزق مصدری معنی میں ہو تو """لکم""" اس کا مفعول بنے گا گویا کہ اللہ نے یہ فرمایا """رزقا ایاکم"""۔۔۔۔۔۔

((ربط جزء الآیۃ لما قبلھا))

سوال::: آیت """فلا تجعلوا اللہ اندادا""" کا آیت کے پچھلے حصے سے کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب::: آیت کے اس جزء کے ما قبل جزء سے کئی اعرابی تعلقات ہیں:::

(1) """فلا""" میں آنے والا """فاء""" برائے عطف ہے،، """اعبدوا""" پہ اس کا عطف ہوتا ہے اور یہ فعل نہی ہے۔۔۔۔۔۔

(2) """فلا تجعلوا""" میں """فاء""" سببیت کے لیے ہے،، اس صورت میں یہ فعل نفی ہو گا،، چونکہ یہ امر کے جواب میں آیا ہے لہذا فاء کے """اَن مقدرہ""" کے آنے کی وجہ سے اس کا اعراب منصوب ہو گا۔۔۔۔۔۔

(3) یہ جملہ """لعل""" کے جواب میں واقع ہوا ہے اور فاء کے بعد اَن مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے،، یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ """لعل""" ترجی کے لیے آتا ہے اور ترجی کے جواب میں اَن مقدرہ نہیں آتا پس یہ منصوب نہیں ہونا چاہیے تو اس کا جواب مصنف نے یہ دیا ہے کہ """لعل""" چونکہ کلام کو غیر موجب بنانے میں ان چھ چیزوں ((یعنی

امر، نہی، استفہام، عرض، تمنی اور نفی))کے ساتھ شریک ہے جن کے بعد فعل مضارع کو اُن مقدرہ کی وجہ سے نصب دی جاتی ہے پس اسی وجہ سے"""لعل"""کے جواب میں آنے کی وجہ سے"""فلا تجعلوا"""منصوب ہے۔۔۔۔اس صورت میں معنی یہ ہوگا"""اگر تم ڈرتے ہو تو اللہ کا شریک نہ بناؤ"""۔۔۔۔۔۔

(4)اس کا ایک تعلق یہ ہے کہ اگر"""الذی جعل لکم الارض فراشا"""کو جملہ مستانفہ مانا جائے تو یہ جملہ مبتداء بنے گا اور"""فلا تجعلوا اللہ اندادا"""اس کی خبر بنے گا اور اس پہ"""فاء"""برائے سببیت ہے،، یہاں ایک اشکال ہو سکتا ہے کہ"""فلا تجعلوا"""فعل نہی ہے اور نہی انشاء ہوتا ہے پس اس کا خبر بنانا کیسے درست ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مفرد کی تاویل میں ہو کر اس کی خبر بنے گا اور تب اس کا معنی یہ ہوگا"""جس نے تمہیں بڑی بڑی نعمتیں عطا کیں تو مناسب ہے اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمہ"""اندادا"""))

سوال::: لفظ"""انداد"""کی تحقیق کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ"""ند"""کی جمع ہے جس کا مطلب ہے مد مقابل، ہمسر۔۔۔۔۔

جریر کا ایک شعر اس معنی کی تائید کرتا ہے:::

أتیما تجعلون الی ندا

وما تیم لذی حسب ندید

ترجمہ::: کیا تم بنو تیم کو میرا مقابل بناتے ہو؟؟؟ حالانکہ وہ کسی حسب والے شخص کا مد مقابل بننے کے لائق نہیں۔۔۔۔۔

یہ ""ندیند ندودا"" سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے "" نفرت کرنا"" لیکن اس کو اس مد مقابل یا مخالف کے لیے خاص کر لیا گیا جو ذات میں کسی کی مثل ہو جیسا کہ لفظ "" مساوی"" اس مد مقابل کے لیے استعمال ہوتا ہے جو مرتبہ میں کسی کی مثل ہو۔۔۔۔۔۔

سوال::: مشرکین اپنے بتوں کو ذات وصفات میں اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے تو پھر لفظ ""اندادا"" کیوں استعمال کیا گیا؟؟؟

جواب::: وہ اگرچہ اپنے معبودانِ باطلہ کو ذات وصفات میں اللہ کے مساوی نہیں جانتے تھے لیکن وہ اللہ کی عبادت چھوڑ ان کی عبادت کی طرف مائل ہو گئے تھے اور انہیں ""آلھہ"" کہنے لگے تھے،، پس ان کی حالت اس بندے کے مشابہ ہو گئی جو یہ اعتقاد کرتا ہے کہ بت واجب بالذات ہیں اور انہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔۔۔۔۔

((بیان مفعول ""تعلمون"" فی قولہ تعالیٰ ""وأنتم تعلمون""))

سوال::: ""انتم تعلم ون"" کی ترکیب کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ ""فلا تجعلوا"" کی ضمیر سے حال ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: ""وأنتم تعلمون"" کا مفعول کیا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے مفعول کے بارے میں دو اقوال ہیں:::

(1) یہ فعل متعدی ہے لیکن اس کو لازم کے قائم مقام کر کے اس کے مفعول کو حذف کر دیا گیا ہے مطلب یہ ہو گا کہ ""تم اہل علم اور صاحب رائے ہو اگر تم تھوڑا سا بھی غور وفکر کرتے تو تم موجد حقیقی اور واجب بالذات کو تسلیم کرنے پہ مجبور ہو جاتے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے۔۔۔۔۔

(2)اس کا مفعول مقدر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بت اس کی مثل نہیں ہیں اور نہ ہی اس جیسے افعال کرنے پہ قادر ہیں۔۔۔اگر یہ معنی لیا جائے تو اس سے مقصود کفار کو زجر و توبیخ کرنا ہے۔۔۔۔

((خلاصۃ الآیتین وبیان الاشارات الصوفیۃ))

سوال:::   گزشتہ دونوں آیات ""یاایھا الناس اعبدوا ربکم"" اور ""الذی جعل لکم الارض فراشا"" کا مضمون بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::   پچھلی دو آیات میں اللہ عزوجل نے مندرذیل چیزیں بیان کیں:::

عبادت کا حکم دیا اور ربوبیت کو عبادت کی علت قرار دیا((یعنی اللہ کی عبادت اس لیے کرو کیونکہ وہ رب ہے))۔۔۔۔۔

اللہ پاک نے شرک سے منع کیا اور شرک سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ اس جیسے افعال کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

سوال:::   اللہ پاک نے اپنی ربوبیت کو کیسے بیان فرمایا؟؟؟

جواب:::   اللہ پاک نے اپنی ربوبیت کو بیان کیا کہ بے شک وہ ان کا، ان کے آباؤاجداد کا اور جن کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کے وہ محتاج ہیں ان سب کا خالق ہے۔۔۔۔

اعتراض:::   ""ثمرات"" کھانے والی چیزوں کو کہتے ہیں حالانکہ انسان صرف کھانے کا نہیں بلکہ پینے اور رہنے وغیرہ کا بھی محتاج ہے،، پس ان چیزوں کو ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب:::   ""ثمرات اور رزق"" صرف کھانے پینے کی چیزوں کو شامل نہیں بلکہ وہ عام ہیں اور ان کے علاوہ انسان کی تمام ضروریات زندگی کو شامل ہیں۔۔۔۔

سوال:::   ان دو آیات میں صوفیا کیا نکتہ بیان فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: قرآن کے کلمات کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی،، ظاہر تو وہ ہے جو ہم پڑھ چکے ہیں اور باطن صوفیا بیان فرماتے ہیں:::

اللہ نے جسم انسانی کو زمین کے ساتھ،، نفس کو آسمان کے ساتھ،، عقل کو پانی کے ساتھ،، انسان کو جو کمالات عطا فرمائے ان کو زمین سے اگنے والے پھلوں کے ساتھ تشبیہ دی کہ جس طرح آسمان کی قوت فاعلی ((یعنی پانی)) اور زمین کی قوت انفعالی ((یعنی پانی کو جذب کرنے کی قوت)) کے ملنے سے زمین سے پھل نکلتے ہیں اسی طرح نفسانی اور جسمانی قوتوں کے ساتھ عقل کے ملنے سے وہ کمالات و فضائل پیدا ہوتے ہیں جو خالق کائنات نے اپنے بندوں کو عطا فرمائے۔۔۔۔۔

((مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا))

سوال::: آیت ""وان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا"" کی ما قبل آیت سے کیا مناسبت ہے؟؟؟

جواب::: جب اللہ عزوجل نے اپنی وحدانیت کو ثابت کیا اور اس کی پہچان کا راستہ دکھایا تو اس کے بعد اس چیز کو ذکر کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی قطعی دلیل ہے اور وہ قرآن کا اپنی فصاحت و بلاغت کے ذریعے عاجز کرنا ہے،، قرآن کے معجزہ ہونے کی دو صورتیں ہیں:::

(1) یہ فصیح و بلیغ ہے،، اور اس نے اپنی فصاحت کے ذریعے لوگوں کو عاجز کر دیا۔۔۔۔

(2) عرب جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت دشمن تھے لیکن اس کے باوجود قرآن کی مثل لانے پہ قادر نہ ہو سکے حالانکہ وہ خود بڑے فصیح و بلیغ تھے۔۔۔۔۔۔۔

پس ثابت ہوا کہ یہ کلام اللہ کی طرف سے ہے کیونکہ اگر یہ کسی انسان کا کلام ہوتا تو عرب اس سے عاجز نہ آتے۔۔۔۔۔

((بیان وجہ اختیار """نزلنا""" فی قولہ """ممانزلنا"""))

سوال::: اللہ عزوجل نے اس آیت میں """انزلنا""" کی بجائے """نزلنا""" کیوں استعمال کیا؟؟؟

جواب::: """نزلنا""" اس لیے استعمال کیا ہے کیونکہ قرآن کریم موقع مناسبت کے اعتبار سے بتدریج یعنی آہستہ آہستہ نازل ہوا،،اور یہ چیز کفار کو بھی شک میں ڈال رہی تھی کہ قرآن آہستہ آہستہ کیوں اتر رہا ہے یکبار گی کیوں نہیں اترتا؟؟؟یعنی اسی وجہ سے وہ سمجھ رہے تھے کہ یہ انسانی کلام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بیان کیا اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو یکبار گی نازل ہوتا،،پس پھر اسی طریقہ پہ ان کو چیلنج کرنا بنتا تھا کہ اگر تمہارے گمان کے مطابق یہ انسانی کلام ہے تو اس جیسا لے آؤ۔۔۔۔۔۔

سوال::: آیت """نزلنا علی عبدنا""" میں لفظ """عبد""" کی نسبت اللہ عزوجل نے اپنی جانب کیوں کی؟؟؟

جواب::: اللہ پاک نے """عبد""" کی نسبت اپنی طرف اس لیے کی تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کی جائے اور اس بات پہ تنبیہ کی جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خاص بندے ہیں۔۔۔۔

سوال::: """عبدنا""" کی دوسری قرأت بیان کریں،، نیز اس صورت میں اس کا کیا مطلب بنے گا؟؟؟

جواب::: اس کو """عبادنا""" بھی پڑھا گیا ہے اور اس صورت میں یہاں سے مراد """امت محمدیہ""" ہو گی۔۔۔۔۔

((تحقیق السورۃ وبیان اصلھا))

سوال::: سورۃ کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز اس کی لغوی تحقیق کریں۔۔۔

جواب::: قرآن کریم کا وہ حصہ جس کو کوئی خاص نام دیا گیا ہو اور وہ کم سے کم تین آیات پہ مشتمل ہو """سورۃ""" کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سورۃ کے """واؤ""" میں دو احتمالات ہیں:::

(1) یہ واؤ اصلی ہے،، واؤ اصلی ماننے کے صورت میں اس کے دو مآخذ بنتے ہیں،، پہلا یہ ہے کہ یہ """سورۃ المدینہ """((یعنی شہر کی فصیل)) سے ماخوذ ہے،، جس طرح شہر کی فصیل شہر کا احاطہ کیے ہوتی ہے اسی طرح سورۃ بعض قرآنی آیات یا کئی قسم کے علوم کو گھیرے ہوتی ہے۔۔۔ دوسرا مآخذ یہ بنے گا کہ یہاں سورۃ رتبہ کے معنی میں ہے اور اس معنی کے اعتبار سے مناسبت یوں ہو گی کہ سورتوں کے بھی کئی مراتب ہوتے ہیں جن پہ قاری چڑھتا جاتا ہے یا قرآنی سورتیں مرتبہ و شرف کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔۔۔۔۔۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ """واؤ""" اصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اور اس صورت میں اس کا مطلب بنے گا """کسی شے کا بقیہ ٹکڑا""" چونکہ سورۃ بھی قرآن کریم کا ایک حصہ ہوتی ہے لہذا اسے سورۃ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔

((بیان الحکمۃ فی تقسیم القرآن الی السور))

سوال::: قرآن کریم کو سورتوں میں تقسیم کرنے کی کیا حکمت ہے؟؟؟

جواب::: سورتوں میں تقسیم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ مختلف مضامین علیحدہ علیحدہ بیان کر دیے جائیں،، ہم معنی اور ہم شکل الفاظ یکجا کر دیے جائیں،، قاری کو خوشی محسوس ہو،، اس کو حفظ کرنا آسان ہو پس جب حافظ اس کی ایک سورت حفظ کر لیتا ہے تو اس کو تسلی ہو جاتی ہے کہ میں قرآن کا ایک حصہ اپنے سینے میں محفوظ کر چکا ہوں پس اس بات سے وہ خوش ہو جاتا ہے۔۔۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی حکمتیں ہیں جو اہل عقل سے مخفی نہیں۔۔۔۔

((بیان معانی"""من""" و تعیین مرجع الضمیر فی قولہ """مثلہ"""))

سوال::: """من مثلہ""" کی ترکیب کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ """من""" کس معنی میں ہے اور """مثلہ""" کی ضمیر کا مرجع کون ہے؟؟؟

جواب::: """من مثلہ""" کی ترکیب میں دو احتمال ہیں:::

(1) یہ """سورۃ""" کی صفت ہے اور صفت ہونے کی صورت میں """من""" کے اندر چار احتمالات پائے جا رہے ہیں ::: یہ بیانیہ ہے،، تبعیض کے لیے ہے،، زائدہ ہے،، ابتدائیہ ہے۔۔۔۔ پہلی تین صورتوں میں ((یعنی اگر """من""" بیانیہ، برائے تبعیض یا زائدہ ہے تو)) """مثلہ""" کی ضمیر """ما نزلنا""" کی طرف راجع ہو گی اور ترجمہ یہ بنے گا کہ ::: تم ایسی سورۃ لاؤ جو حسن نظم اور فصاحت و بلاغت میں قرآن جیسی ہو۔۔۔۔۔

اگر """من کو ابتدائیہ مانا جائے تو ضمیر """عبدنا""" کی طرف لوٹے گی اور ترجمہ یوں ہو گا کہ ::: تم سورۃ لاؤ جسے ایسا بندہ پیش کرے جو """امی""" ہونے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ہو نہ اس نے کتاب پڑھی ہو اور نہ اس نے علوم سیکھے ہوں۔۔۔۔۔

(2) """من مثلہ""" کی ترکیب میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ """فاتوا""" کا صلہ ہے اور اس صورت میں ضمیر """عبدنا""" کی طرف لوٹے گی،، ترجمہ وہی بنے گا جو اوپر من ابتدائیہ کی صورت میں کیا جا چکا ہے۔۔۔۔۔۔

سوال ::: """من مثلہ""" کی ضمیر کو """مما نزلنا""" کی طرف لوٹانا زیادہ اولی ہے یا """عبدنا""" کی طرف ؟؟؟

جواب ::: ضمیر کو """مما نزلنا""" کی طرف لوٹانا زیادہ اولی ہے اور اس کی چھ وجوہات ہیں :::

(1) ضمیر کو """مما نزلنا""" کی طرف لوٹانا اللہ عزوجل کے فرمان """فاتوا بسورۃ من مثلہ""" اور دیگر چیلنج کی آیات سے مطابقت رکھتا ہے ((یعنی قرآن کے ذریعے چیلنج کیا جا رہا ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے،، پس ضمیر کو """مما نزلنا""" کی طرف لوٹانا زیادہ اولی ہے))۔۔۔۔۔۔

(2) یہاں کلام قرآن کے بارے میں کیا جا رہا ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں،، پس کلام کا حق یہی ہے کہ ضمیر کو """مما نزلنا""" کی طرف لوٹایا جائے۔۔۔۔۔۔

(3)اگر""" ممانزلنا""" کی طرف ضمیر لوٹائی جائے تو چیلنج زیادہ قوی ہوگا کیونکہ اس صورت میں تمام لوگوں کو چیلنج ہوگا کہ اس جیسا لے آؤ جبکہ اگر ضمیر کا مرجع """عبدنا""" کو بنایا جائے تو مطلب بنے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کسی شخص سے ایک سورۃ بنوالاؤ تو اس صورت میں چیلنج صرف اس ایک آدمی کی طرف لوٹ جائے گا۔۔۔۔۔

(4)قرآن فی نفسہ معجزہ ہے لیکن اگر """عبدنا""" کی طرف ضمیر کو راجع کریں گے تو اس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے معجزہ ہونا لازم آئے گا جبکہ وہ تو بلا واسطہ فی نفسہ معجزہ ہے۔۔۔۔

(5)"""عبدنا""" کی طرف ضمیر کو لوٹانے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص """امی""" نہ ہوگا وہ قرآن کی مثل لا سکتا ہے۔۔۔۔۔

(6)اللہ عزوجل کا فرمان """وادعوا شھداء کم من دون اللہ""" ضمیر کو """عبدنا""" کی طرف لوٹانے کی موافقت نہیں کرتا کیونکہ اگر """عبدنا""" کو ضمیر کا مرجع بنایا جائے تو چیلنج صرف اس شخص کو ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح """امی""" ہوگا جبکہ اللہ کے اس قول میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ اللہ کے علاوہ سب کو بلالاؤ۔۔۔۔۔

((تحقیق معنی الشھید))

سوال::: """شھداء""" کس کی جمع ہے؟؟؟

جواب::: یہ """شھید کی جمع ہے۔۔۔۔

سوال::: مصنف نے شھید کے کتنے اور کون سے معانی بیان کیے ہیں؟؟؟

جواب::: مصنف نے شھید کے پانچ معانی بیان کیے ہیں:::

(1)حاضر((یعنی موجود))

(2)گواہ

(3)مددگار

(4)امام وپیشوا

(5)خدا کی راہ میں قتل ہونے والا

ان پانچوں کے لیے لفظ"""شہید"""استعمال کیا جاسکتا ہے،،پہلے چاروں میں لفظ شہید استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ کسی نہ کسی اعتبار سے مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور ان کی موجودگی میں فیصلہ ہوتا ہے،،مقتول فی سبیل اللہ کو شہید اس لیے کہا گیا کیونکہ جن نعمتوں کے حصول کی اسے امید ہوتی ہے وہ نعمتیں شہادت کے وقت اس کے پاس حاضر ہو جاتی ہیں یا فرشتے اس کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں۔۔۔۔

((تحقیق معنی"""دون"""))

سوال::: """دون"""کے معانی بیان کریں۔۔۔

جواب::: مصنف نے"""دون"""کے تین معانی بیان کیے ہیں:::

(1)جو چیز مکان کے اعتبار سے قریب ہو اس پہ"""دون"""کا اطلاق ہوتا ہے،،اسی وجہ سے کہا جاتا ہے"""تدوین الکتب"""کیونکہ کتاب کو مدون کر کے اس کے بعض حصے کو بعض کے قریب کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(2)پھر اس کو رتبہ کے معنی میں ادھار لے لیا گیا اور یہ رتبہ اور درجہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے"""زید دون عمرو"""((زید کا رتبہ عمرو سے کم ہے))۔۔۔

(3)پھر اس کے معنی میں وسعت پیدا کر دی گئی اور ایک حد سے دوسری حد تک یا ایک اُمر سے دوسرے امر تک تجاوز کرنے کے لیے بھی"""دون"""کا استعمال ہونے لگا،،چنانچہ اللہ پاک کا فرمان ہے:::

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ

ترجمہ کنزالعرفان::: مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔۔۔۔

((بیان الاقوال المختلفۃ فی متعلقات ""من"" فی قولہ ""من دون اللہ""))

سوال::: ""من دون اللہ"" میں لفظ ""من"" کا متعلق بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس میں دو احتمال ہیں:::

(1)اس کا متعلق ""ادعوا"" ہوگا اور اس صورت میں معنی یہ بنے گا کہ اللہ کے علاوہ جو حاضر ہیں انہیں معارضے کے لیے بلالاؤ یا معنی یہ ہوگا:::اللہ کے علاوہ جن انسانوں جنات اور معبودوں کی مدد کی تمہیں امید ہے انہیں بلالاؤ کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کی مثل پہ قادر نہیں،، یا اس کا معنی یہ بنے گا:::اللہ کے علاوہ ان گواہوں کو بلاؤ جو اس بات کی گواہی دیں کہ تمہارا لایا ہوا کلام قرآن کی مثل ہے اور اللہ کو گواہ نہ بناؤ۔۔۔۔۔

(2)دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ ""شہداء کم"" کے متعلق ہے اور معنی یہ ہوگا کہ:::وہ لوگ جنہیں تم نے اللہ کے علاوہ دوست اور معبود بنایا اور تم گمان کرتے ہو کہ وہ قیامت کے دن تمہارے حق میں گواہی دیں گے انہیں بلالاؤ،، یا اس کا معنی یہ ہوگا کہ:::تمہارے گمان کے مطابق وہ لوگ جو قیامت کے دن اللہ کے روبرو تمہارے حق میں گواہی دیں گے انہیں بلالاؤ۔۔۔۔

سوال::: کفار کے معبودانِ باطلہ پتھر کے تھے اور پتھر کو بلایا نہیں جاسکتا لیکن پھر بھی ان کو بلانے کا حکم کیوں دیا گیا ؟؟؟

جواب::: کفار کو جھڑکنے اور ان کے ساتھ استہزاء کرنے کے لیے ایسا فرمایا گیا ہے کہ تم جسے مرضی لے آؤ قرآن جیسی کتاب نہیں لاسکتے۔۔۔۔۔

سوال::: ""من دون اللہ"" کا ایک مزید کون سا معنی بیان کیا گیا ہے ؟؟؟

جواب::: ایک قول کے مطابق """من دون اللہ"""کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ بڑے بڑے عرب فصحاء کو لے آؤتا کہ وہ گواہی دیں کہ جو کتاب تم لائے ہو وہ قرآن کی مثل ہے لیکن وہ گواہی نہیں دیں گے کیونکہ کوئی بھی عاقل ایسی بات کی گواہی پہ راضی نہیں ہو گا جو فساد کا باعث بنے۔۔۔۔۔

سوال::: جملہ شرطیہ """ان کنتم صادقین"""کا جواب کیا ہے؟؟؟

جواب::: اس کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے"""فاتوا بمثلہ"""اور اس جواب پہ اسی آیت کا پہلا حصہ """فاتوا بسورۃ من مثلہ"""دلالت کر رہا ہے۔۔۔۔

سوال::: صدق کی تعریف بیان کریں۔۔۔

جواب::: مخبر کا واقعہ کے مطابق خبر دینا"""صدق"""کہلاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: جاحظ نے صدق کی کیا تعریف کی ہے؟؟؟نیز مصنف نے اس کا کیا رد کیا ہے؟؟؟

جواب::: جاحظ کا کہنا ہے کہ اگر خبر واقعے کے مطابق ہو اور مخبر اس کا اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ واقعی معاملہ اسی طرح ہے تو اسے"""صدق"""کہتے ہیں۔۔۔

دلیل میں اس نے اللہ پاک کا فرمان پیش کیا ہے"""واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون"""

ترجمہ::: اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافقین جھوٹے ہیں۔۔۔۔

منافقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا"""ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں"""اگرچہ یہ خبر واقعہ کے مطابق تھی لیکن منافقین اپنے اعتقاد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی نہیں مانتے تھے اس لیے اللہ نے ان کی بات کو جھوٹ قرار دیا۔۔۔۔

مصنف کی جانب سے رد::: مصنف جاحظ کا رد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے قول """ان المنافقین لکاذبون"""کا تعلق """نشھد""" سے ہے نہ کہ """انک لرسول اللہ""" سے ((یعنی اللہ عزوجل نے منافقین کی حضور سے بات کہ """آپ اللہ کے رسولِ ہیں""" کو جھوٹ نہیں کہا بلکہ ان کا اس خبر کو شہادت کا نام دینے کو جھوٹ کہا ہے کیونکہ شہادت یقین قلبی کا نام ہے جبکہ منافقین کے دل میں حضور کی رسالت کے بارے میں کوئی یقین نہیں تھا))۔۔۔۔۔

((مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا))

سوال::: آیت """فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ""" کی ماقبل آیت سے کیا مناسبت ہے ؟؟؟

جواب::: پچھلی آیت میں کفار کے لیے وہ چیزیں بیان کی گئیں جن کے ذریعے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پہچان کر سکتے ہیں اور حق کو باطل سے جدا کر سکتے ہیں،، جب ان تمام دلائل کو بیان کر دیا تو اب اس آیت اس کا نتیجہ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر تم اپنی بھرپور کوشش کے باوجود قرآن جیسی کتاب نہیں لا سکتے تو اس پہ ایمان لے آؤ ورنہ دوزخ کے عذاب کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔

((النکات البلاغیۃ فی ترکیب الآیۃ))

اعتراض:: آیت میں """فان لم تفعلوا ولن تفعلوا""" کی جگہ """فان لم تاتوا بالقرآن ولن تاتوا بہ""" آنا چاہیے تھا۔۔۔۔

جواب::: یہاں اتیان کی جگہ """فعل""" ذکر کرنے میں زیادہ اختصار ہے اور لفظ """فعل""" اتیان اور غیر اتیان کو عام ہے اس لیے """اتیان""" کی جگہ لفظ """فعل""" لایا گیا۔۔۔۔

سوال::: """فان لم تفعلوا ولن تفعلوا""" جملہ شرطیہ ہے،،اس کی جزاء """فامنوا بالقرآن""" تھی((یعنی اگر تم قرآن جیسا نہ لاسکو تو اس پہ ایمان لے آؤ))،،پس جزاء کو ذکر کیوں نہیں کیا؟؟؟

جواب::: جملہ شرطیہ کے بعد آگ سے ڈرایا گیا پس یہ ڈرانا قرآن پہ ایمان لانے کو لازم ہے اور یہاں کنایہ کے طور پر لازم کو ملزوم کی جگہ رکھ دیا اور اس سے تین فوائد حاصل ہوئے:::

(1) یہاں قرآن پہ ایمان لانے کو پختگی کے ساتھ ثابت کرنا مقصود ہے کیونکہ کنایہ صریح سے زیادہ ابلغ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

(2) یہاں اس عناد کو خوفناک کر کے بتانا مقصود ہے کہ اگر اس بغض و عناد کے باعث تم ایمان نہ لائے تو تمہیں دوزخ کا عذاب برداشت کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔

(3) ایمان نہ لانے کی وعید کو تصریح کے ساتھ بیان کر دیا۔۔۔۔

اعتراض::: جملہ شرطیہ """فان لم تفعلوا""" کو حرف شرط """اذا""" سے شروع کرنا چاہیے تھا کیونکہ """اذا""" یقین کے لیے آتا ہے اور """ان""" شک کے لیے،،اللہ پاک کو یقین تھا کہ کفار قرآن جیسا نہیں لا سکیں گے لیکن پھر بھی """اذا""" کی جگہ """ان""" کیوں استعمال کیا؟؟؟

جواب::: اس کے دو جوابات ہیں:::

(1) یہ انداز کفار سے استہزاء کرنے کے لیے اختیار کیا گیا کہ جس کتاب میں ذرہ برابر بھی شک نہیں اس میں وہ شک کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار ابھی تک مکمل طور پر عاجز نہیں ہوئے تھے انہیں لگ رہا تھا کہ وہ قرآن کی مثل کتاب لے آئیں گے اس لیے ان کے اعتبار سے """ان""" کو استعمال کیا گیا۔۔۔۔۔

((تعیین جازم """تفعلوا"""))

سوال::: """تفعلوا" کو جزم کس نے دی؟؟؟"""ان""" نے یا"""لم""" نے؟؟؟

جواب::: """تفعلوا""" جازم مضارع"""لم""" کی وجہ سے مجزوم ہے کیونکہ """لم""" کا اپنے مابعد میں عمل کرنا واجب ہے اور یہ ہمیشہ فعل مضارع پہ داخل ہوتا ہے((جبکہ """ان""" جملہ اسمیہ بھی داخل ہوتا ہے اور اس کا مابعد میں عمل کرنا جائز ہوتا ہے))جب"""لم""" نے فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیا تو یہ اس فعل کا ایک جزء بن گیا پس"""ان"""اس مجموعے پہ داخل ہو گیا گویا کہ یوں کہا گیا"""ان ترکتم الفعل"""۔۔۔۔۔۔

((شرح مفردات الآیۃ))

سوال::: ناصب مضارع"""لن""" کی تحقیق کریں۔۔۔

جواب::: """لن"""مستقبل کی نفی کرنے کے لیے آتا ہے لیکن یہ """لا""" سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔۔۔۔۔

امام سیبویہ اور خلیل کی ایک روایت کے مطابق"""لن"""مستقل ایک حرف ہے جبکہ خلیل کی دوسری روایت کے مطابق یہ اصل میں"""لا أن""" تھا،،امام فراء کا کہنا ہے کہ یہ اصل میں"""لا""" تھا پھر الف کو نون سے بدل دیا گیا۔۔۔۔

سوال::: """وقود"""کی لغوی تحقیق کریں۔۔۔

جواب::: واؤ کے فتحہ کے ساتھ اس کا معنی ہے"""آگ کا آلہ"""((یعنی جس کے ذریعے آگ جلائی جائے))،،واؤ کے ضمہ کے ساتھ یہ مصدر ہے اور کبھی کبھی مصدر واؤ کے فتحہ کے ساتھ بھی آتا ہے۔۔۔واؤ کے ضمہ کے ساتھ یہ اسم ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ واؤ کے ضمہ کے ساتھ مصدر ہو اور اس کو اسم بنا دیا گیا ہو اور ایک قرأت میں اس کو واؤ کے

ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا اور اس قرأت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اسم کے معنی میں ہے کیونکہ اگر اس کو مصدر کے معنی میں لیا جائے تو مضاف محذوف نکالنا پڑے گا اور عبارت یوں ہو گی """وقودھا احتراق الناس"""۔۔۔۔۔۔

سوال::: """حجارۃ""" کس کی جمع ہے؟؟؟

جواب::: یہ """حجر""" کی جمع ہے جیسا کہ جمالۃ """جمل""" کی جمع ہے لیکن یہ جمع خلاف قیاس ہے۔۔۔۔۔۔

((بیان الاقوال المختلفۃ فی مراد قولہ تعالیٰ """والحجارۃ"""))

سوال::: """حجارۃ""" سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: حجارۃ کے بارے میں تین اقوال ہیں:::

(1) حجارۃ سے مراد کفار کے بت ہیں جنہیں وہ تراش کر ان کی عبادت کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ بت ان کی شفاعت کر کے انہیں بچا لیں گے،، یہاں حجارۃ سے مراد بت ہیں اس پہ اللہ کا فرمان دلالت کر رہا ہے """انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم"""

اور کفار کو ان معبودوں کے ذریعے عذاب دیا گیا جائے گا جس طرح سونے اور چاندی کی زکوۃ نہ نکالنے والوں کو اس مال کے ذریعے عذاب دیا جائے گا،، کفار کو ان کے معبودوں کے ذریعے عذاب دینے کی دوسری وجہ کفار کے حسرت میں اضافہ کرنا ہے کہ جن پتھروں سے انہیں شفاعت کی امید تھی آج وہی پتھر انہیں عذاب دے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

(2) دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں """حجارۃ""" سے مراد سونا چاندی ہے جسے وہ جمع کرتے تھے اور اس کی وجہ سے وہ دھوکے میں پڑے ہوئے تھے،، لیکن اگر اس معنی کو لیا جائے تو اس میں کفار کی تخصیص نہیں ہو گی بلکہ وہ مسلمان بھی شامل ہوں گے جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں دیتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

(3) یہاں سے مراد """گندھک""" کے پتھر ہیں لیکن اس معنی میں آیت کا مقصود باطل ہو جاتا ہے کیونکہ آیت کا مقصود جہنم کی آگ کی شان کو ظاہر کرنا ہے کہ وہ کوئی انوکھی قسم کی آگ ہو گی جبکہ گندھک تو دنیا میں پائی جاتی ہے اگر یہی آگ وہاں ہو گی تو پھر دوزخ کی آگ میں اور دنیا کی آگ میں کیا فرق رہ جائے گا؟؟؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں یہاں سے مراد گندھک کے پتھر کہا گیا ہے تو اس کے بارے میں مصنف کا کہنا ہے کہ یہ روایت صحیح سند سے ثابت نہیں لیکن اگر ثابت بھی ہو تو اس سے مراد محض تشبیہ دینا ہے کہ دوزخ کے پتھر گندھک کے پتھر کی طرح ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: سورۃ البقرہ کی آیت میں """النار""" کو معرفہ کیوں لایا گیا؟؟؟ کیونکہ معرفہ تو اسے لایا جاتا ہے جس کی پہلے سے پہچان ہو،، کفار کو تو آگ کی پہچان ہی نہیں پس پھر بھی آگ کو معرفہ لانے کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب::: یہ آیت مدنیہ ہے،، اس سے پہلے سورۃ تحریم کی ایک آیت """نارا وقودھا الناس والحجارۃ""" مکہ میں نازل ہو چکی تھی اور وہاں """نار""" کو نکرہ ذکر کیا گیا تھا، چونکہ اس مکی آیت سے کفار دوزخ کی آگ کے بارے میں جانتے تھے اس لیے جب دوسری دفعہ آگ کا تذکرہ کیا گیا تو اسے معرفہ لایا گیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: """اعدت""" کی دوسری قرأت بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس کی دوسری قرأت """اعتدت""" ہے۔۔۔

سوال::: """اعدت للکافرین""" کی ترکیب نحوی بیان کریں۔۔۔

جواب::: اس کی دو تراکیب ہیں:::

(1) یہ جملہ استینافیہ ہے یعنی اس کا ماقبل سے کوئی ترکیبی تعلق نہیں۔۔۔۔

(2) یہ """النار""" سے حال ہے اور اس صورت میں """قد""" کو مقدر نکالنا پڑے گا اور مطلب یہ بنے گا کہ """ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس حال میں کہ وہ آگ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔۔۔۔۔

اس جملے کو """وقودھا""" کی ضمیر سے حال نہیں بنایا جائے گا کیونکہ حال اور ذوالحال کے درمیان کسی اجنبی کا فاصلہ نہیں ہوتا جبکہ اگر """وقودھا""" کی ضمیر کو ذوالحال مانا جائے تو """الناس والحجارۃ""" کا فاصلہ آجائے گا۔۔۔۔۔۔

((الفوائد المستنبطۃ من الآیتین))

سوال::: سابقہ دونوں آیات """وان کنتم فی ریب سے لے کر أعدت للکافرین""" تک سے کیا فوائد حاصل ہوئے ؟؟؟

جواب::: یہ دونوں آیات تین طریقوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پہ دلالت کر رہی ہیں:::

(1) ان آیتوں میں اللہ نے عرب کے فصحاء کو چیلنج کیا اور اس جیسی کتاب نہ لانے پہ عذاب کی دھمکی بھی دی اور صرف ایک چھوٹی سی سورۃ لانے کا چیلنج کیا لیکن اس کے باوجود وہ یہ چیلنج پورا نہ کر سکے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے اور جلاوطن کرنے کے درپے ہوگئے تو یہ چیز اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے سچے نبی ہیں۔۔۔۔۔۔

(2) ان دونوں آیات میں غیب کی خبر دی گئی ہے کہ وہ کفار ہرگز قرآن جیسی کتاب نہ لا سکیں گے اور غیب کی خبر دینا نبی کا کام ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

(3) اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نبوت میں شک ہوتا تو اس طرح مبالغہ کے ساتھ چیلنج نہ فرماتے لیکن ان کو اپنے سچے ہونے پہ پورا پورا یقین تھا اس لیے انہوں نے یوں چیلنج کیا۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا دوزخ پیدا کی جا چکی ہے ؟؟؟

جواب::: جی ہاں،،آیت"""اعدت للکافرین"""اس بات پہ دلالت کر رہی ہے۔۔۔۔۔

((آیت نمبر25))

((بیان مناسبۃ الآیۃ لما قبلھا))

سوال::: آیت"""وبشر الذین آمنواو عملواالصالحات"""کا ما قبل آیت سے کیا تعلق ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں دو اقوال ہیں:::

(1)اس جملے کا پچھلے جملے پہ عطف ہے((یعنی"""وان کنتم فی ریب سے لے کر اُعدت للکافرین"""معطوف علیہ ہے)) یہ ایک مضمون کا دوسرے مضمون پہ یا ایک قصے کا دوسرے قصے پہ عطف ہے اور اس میں کسی لفظی مناسبت کا خیال نہیں رکھا گیا بلکہ معنی کا لحاظ رکھا گیا ہے((یعنی پچھلی آیت میں قرآن کو جھٹلانے والوں کو عذاب سے ڈرایا جارہا ہے اور اس آیت میں ایمان لانے والوں کو خوشخبری دی جارہی ہے)) یہ اللہ عزوجل کا طریقہ ہے کہ جہاں کفار کو عذاب سے ڈرایا ہے وہیں مومنوں کو خوشخبری بھی دی ہے۔۔۔۔۔۔۔

(2)دوسرے قول کے مطابق اس کا عطف"""فاتقواالنار"""پہ ہے یعنی جب قرآن کے مقابل کفار کوئی کتاب نہ لا سکے تو اس کا معجزہ ہونا ظاہر ہوگیا،،پس اب جو اس کو جھٹلائے گا وہ عذاب کا حقدار ہوگا اور جو اس پہ ایمان لائے گا وہ ثواب کا حق دار ہوگا اور یہ استحقاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کفار کو ڈرایا جائے اور مومنوں کو خوشخبری دی جائے۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل نے کفار کو"""اتقوا"""کہ کر ڈائریکٹ خطاب کیا لیکن جب مومنوں کو خوشخبری دینے کی باری آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ مومنوں کو خوشخبری سناؤ یعنی بالواسطہ خوشخبری سنائی،،اس کی کیا وجہ ہے؟؟؟

جواب::: اللہ عزوجل نے مومنین کی شان ظاہر کرنے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا۔۔۔۔۔

سوال::: """بشر""" کی دوسری قرأت بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کو مجھول بھی پڑ گیا گیاہے اور اس صورت میں اس کا عطف """اعدت""" پہ ہو گا اور یہ جملہ مستانفہ بنے گا۔۔۔

((تحقیق کلمۃ البشارۃ))

سوال::: بشارت کا کیا مطلب ہے؟؟؟ نیز بشارت کو بشارت کہنے کی وجہ کیا ہے؟؟؟

جواب::: خوشی کی خبر کو بشارت کہتے ہیں اور اس کو خوشی کی خبر اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس کی وجہ سے چہرے پہ خوشی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: متعدد خوشی کی اخبار میں سے کون سی خبر خوشی کی خبر کہلائے گی؟؟؟

جواب::: پہلی خبر جو موصول ہوئی وہی خوشی کی خبر کہلائے گی،، اسی وجہ سے فقہاء کے نزدیک اگر کوئی مولا اپنے غلاموں سے کہے """جو مجھے میرے بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دے وہ آزاد ہے""" پس تمام غلاموں میں نے اسے الگ الگ خبر دی تو سب سے پہلے خوشخبری دینے والا آزاد ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔

اگر آقا نے کہا جو مجھے خبر دے گا وہ آزاد ہے تو اس صورت میں سب آزاد ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔

سوال::: عذاب کو بشارت کیوں کہا گیا؟؟؟

جواب::: مذاق کے طور پر عذاب کو بشارت کہا گیا ہے۔۔۔۔۔

((بیان المراد من الصالحات))

سوال::: صالحات کس کی جمع ہے؟؟؟ نیز یہ کون سی صفات میں سے ہے اور اس کا معنی بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: صالحات """ صالحۃ""" کی جمع ہے یہ ان صفات میں سے ہے جن پہ اسمیت غالب آجاتی ہے اور پھر یہ موصوف کے بغیر بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔۔۔۔

صالحۃ ایسے عمل کو کہتے ہیں جسے شریعت نے جائز اور اچھا قرار دیا ہو۔۔۔۔۔

اعتراض::: اگر صالحات سے اعمال مراد ہیں اور اس کو مؤنث کیوں لائے؟؟؟

جواب::: لفظ صالحۃ کو """ خلۃ اور خصلۃ""" کی تاویل میں کر کے مؤنث لائے ((اصل عبارت یوں تھی """ الخصال الصالحات"""))۔۔۔۔۔

سوال::: """ الصالحات""" پہ الف لام کون سا ہے؟؟؟

جواب::: یہ الف لام جنس کا ہے۔۔۔۔۔

((فوائد عطف العمل علی الایمان))

سوال::: لفظ """ عملوا""" کا """ آمنوا""" پہ عطف کرنے میں کیا نکتہ یا فائدہ ہے؟؟؟

جواب::: عملوا کا آمنوا پہ عطف کیا گیا اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے مجموعے کی وجہ سے کوئی شخص جنت کا حقدار ہوتا ہے ((یعنی جب ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تبھی وہ جنت کا حقدار قرار پائے گا))،،

ایمان بنیاد کی طرح ہے اور عمل چھت کی حیثیت چھت جیسی ہے پس کوئی بھی بنیاد بغیر چھت کے فائدہ مند نہیں۔۔۔۔ اسی وجہ سے قرآن کریم میں بہت کم جگہوں پہ ان دونوں ((یعنی عمل اور ایمان)) کا ذکر منفرد ہوا ہے ورنہ اکثر جگہوں پہ ان کا ذکر اکٹھا کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔

اس عطف سے مزید یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ عمل ایمان کا جزء نہیں کیونکہ کسی چیز کا اس کی اپنی ذات پر یا ایسی ذات پر جو اس میں داخل ہو عطف نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔

سوال::: عبارت ""أن لھم"" اصل میں کیا تھی؟؟؟ نیز اس کا اعراب لکھیں۔۔۔

جواب::: یہ عبارت اصل میں یوں تھی ""وبشر الذین آمنوا و عملوا الصالحات بأن لھم""، اس کے اعراب کی دو صورتیں ہیں:::

(1) اگر ""باء"" کو گرادیا جائے اور فعل ""بشر"" کو بلاواسطہ اس کی جانب متعدی کردیا جائے تو یہ محلا منصوب ہوگا۔۔۔

(2) اگر ""باء"" کو مقدر مانا جائے تو اس کی وجہ سے یہ محلا مجرور ہوگا جیسا کہ ""اللہ لأفعلن کذا"" ((اس مثال میں اسم جلالت مجرور ہے کیونکہ اس کے پیچھے ""واؤ قسمیہ"" کو مقدر مانا گیا ہے))۔۔۔۔۔

((تحقیق کلمۃ ""الجنۃ"" وبیان مرادھا فی الآیۃ))

سوال::: لفظ ""جنت"" کی لغوی تحقیق کریں۔۔۔۔

جواب::: جنۃ ""جن"" سے ماخوذ ہے جو کہ ""جنہ"" کا مصدر ہے جب کوئی شخص اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے ""جنہ""۔۔۔۔

کوئی بھی لفظ جس کے حروف اصلیہ میں جیم اور نون پایا جائے اس میں چھپنے کے معنی پائے جائیں گے،، سایہ دار درخت کو جنۃ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے نیچے پناہ لینے والے کو چھپا دیتا ہے،، وہ باغ جس میں گھنے درخت ہوں اسے جنت کہا جاتا ہے ((کیونکہ گھنے درختوں کی وجہ سے زمین چھپ جاتی ہے)) دار الثواب کو بھی جنت کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں

کئی باغات ہیں،، جنت کو جنت کہنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اسے دنیاوالوں کی نظر سے چھپادیا گیاہے جیسا کہ اللہ پاک کافرمان ہے:::

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ- جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ(17)

ترجمہ کنزالعرفان::: تو کسی جان کو معلوم نہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جوان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا رکھی ہے۔۔۔

سوال::: لفظ""جنات""کو جمع اور نکرہ لانے کا کیا سبب ہے؟؟؟

جواب::: اس لفظ کو جمع لا کر جنتوں کی کثرت کی جانب اشارہ کیا کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق جنتیں سات ہیں:::

(1)جنت الفردوس

(2)جنت عدن

(3)جنت النعیم

(4)دارالخلد

(5)جنت الماوی

(6)دارالسلام

(7)علیین

نکرہ لاکر جنت کے مختلف طبقات کی جانب اشارہ کیا کہ نیک لوگوں کے اعمال کے مطابق جنت کے مختلف درجات ہیں۔۔۔۔

((بیان کیفیۃ استحقاق الجنۃ فی قولہ تعالٰی """أن لھم جنت"""))

سوال::: کیا لوگ ایمان اور نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے؟؟؟

جواب::: آیت میں """لھم"""کا لام اس بات پہ دلالت کر رہا ہے کہ لوگ ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے لیکن لوگ صرف ان کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ پاک کے کیے گئے وعدے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اور ساتھ ساتھ ایمان پہ مرنا بھی شرط ہے محض ایمان اور اعمال کی وجہ سے جنت میں داخلہ نہیں ہوگا کیونکہ ایمان لانا اور نیک اعمال کرنا تو ان نعمتوں کا بدل بھی نہیں جو انسان کو ماضی میں عطا کی گئیں پس محض ان کی وجہ سے انسان کو کیسے جنت میں داخل کیا جا سکتا ہے؟؟؟

((تحقیق کلمۃ"""الأنھار"""وبیان کیفیۃ جریانھا))

سوال::: درختوں کے نیچے نہریں جاری ہونے سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: اس کا مطلب یہ ہے کہ درخت نہروں کے کناروں پہ اگے ہوں گے تو اس لیے کہ دیا گیا کہ نہریں ان کے نیچے جاری ہوں گی۔۔۔۔

سوال::: کیا جنت کی نہروں کا بہاؤ دنیاوی نہروں کی طرح ہوگا؟؟؟

جواب::: حضرت مسروق سے روایت ہے کہ جنت کی نہریں بغیر کھائیوں کے جاری ہوں گی۔۔۔۔

سوال::: """الأنھار"""پہ الف لام کون سا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے بارے میں دو احتمال ہیں:::

(1)اس پہ الف لام جنسی ہے اور کوئی خاص نہر مراد نہیں۔۔۔۔

(2)اس پہ الف لام عہد خارجی کا ہے اور یہاں نہروں سے مراد وہ خاص نہریں ہیں جن کا ذکر اللہ نے ان الفاظ میں کیا ::: فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ

ترجمہ::: اس میں خراب نہ ہونے والے پانی کی نہریں ہیں۔۔۔۔

سوال::: نہر کو ""نہر"" کیوں کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: نہر کو نہر اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں وسعت کا معنی پایا جاتا ہے چونکہ نہر بھی وسیع ہوتی ہے اس لیے اسے نہر کہتے ہیں۔۔۔۔

نہر ""چھوٹی نالیوں"" سے بڑی ہوتی ہے اور دریا سے چھوٹی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: جاری ہونے کی نسبت پانی کی بجائے نہر کی طرف کیوں کی گئی ہے؟؟؟

جواب::: یہاں مجازی طور نہر سے مراد اس کا پانی ہے یا نہر خود مراد ہے اور اس کی طرف بہنے کی نسبت مجازاً کی گئی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: آیت ""کلما رزقوا"" کی ترکیب کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کی ترکیب میں تین احتمالات ہیں:::

(1)یہ ""جنات"" کی صفت ثانی ہے۔۔۔۔

(2)مبتداء محذوف ((ھی)) کی خبر ہے۔۔۔۔۔

(3) جملہ مستانفہ ہے اور سوال مقدر کا جواب ہے،، سوال مقدر یہ ہے کہ جب کہا گیا کہ مومنوں کے لیے وہاں باغات ہوں گے تو سامع کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ باغات تو دنیا میں بھی ہوتے ہیں تو پھر ان باغات کی کوئی خصوصیت نہ رہی پس اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اگرچہ دیکھنے میں وہ دنیا کے باغات جیسے ہوں گے لیکن حقیقت میں مختلف ہوں گے۔۔۔۔۔

سوال::: لفظ""کلما اور رزقا""کا اعراب بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: لفظ""کلما""ظرف کی وجہ سے منصوب ہے جبکہ""رزقا""مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔۔۔۔۔

((بیان معنی کلمۃ""من""فی قولہ تعالیٰ""منھا من ثمرۃ""))

سوال::: آیت""منھا من ثمرۃ""میں دونوں""من""کے بارے میں مصنف کی تحقیق سپرد قلم کریں۔۔۔۔۔

جواب::: یہ دونوں""من""ابتدائیہ ہیں اور حال کی جگہ پہ واقع ہیں اس کا معنی یہ ہوگا کہ جب جب ان کو رزق دینے کی ابتداء کی جائے گی تو اس حال میں کی جائے گی کہ وہ باغات سے شروع ہوگی اور اس حال میں کہ اس کا آغاز پھلوں سے ہوگا((یعنی جب جب جنتیوں کو کوئی غذا دی جائے تو باغات اور پھلوں سے اس کی ابتداء کی جائے گی))۔۔۔۔۔

""رزقا""بمعنی مرزوق ہو کر پہلے حال""منھا""کا ذوالحال بنے گا،، پھر پہلے حال""منھا""کی ضمیر دوسرے""من""کا ذوالحال بنے گی((یوں لفظ""منھا""حال متداخل ہو جائے گا اور حال متداخل کی آسان تعریف یہ ہے کہ ایک لفظ جو بیک وقت حال اور ذوالحال بن رہا ہو وہ حال متداخل ہوتا ہے))۔۔۔۔۔

دوسرے احتمال کے مطابق""""من ثمرۃ""" والا""" من""" بیانیہ ہے اور رزقا کو مقدم کیا جائے گا۔۔۔۔۔

اعتراض::: اس آیت میں کہا گیا ہے کہ جنتی کہیں گے کہ یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے دنیا میں دیا گیا پس اس آیت سے دنیا اور جنت کے رزق کا ایک ہونا لازم آرہا ہے حالانکہ دنیا کے پھل تو فنا ہو چکے ہوں گے؟؟؟

جواب::: اس کے دو جوابات ہیں:::

(1) یہاں ھذا سے بعینہ انہی پھلوں کی طرف اشارہ نہیں کیا جارہا جو دنیا میں دیے گئے بلکہ رزق کی ایک نوع مراد ہے۔۔۔۔

(2) اگر بعینہ دنیا کے پھل مراد لیے جائیں گے تب بھی یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہاں لفظ"""مثل""" محذوف ہے عبارت یوں ہوگی"""ھذا مثل الذی رزقنا""" یعنی یہ اس پھل کی مثل ہے جو ہمیں پہلے دنیا میں دیے گئے تو مثل کہنے سے دنیا اور آخرت کے پھلوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا۔۔۔۔۔

سوال::: آیت"""من قبل""" میں کون کون سے احتمالات پائے جارہے ہیں؟؟؟

جواب::: اس میں دو احتمالات ہیں:::

(1)"""من قبل""" سے مراد"""من قبل ھذا الدنیا""" ہے یعنی یہ تو وہی پھل ہیں جو ہمیں اس سے پہلے دنیا میں دیے گئے۔۔۔۔

اس تفسیر سے یہ واضح ہوا کہ دنیا اور جنت کے پھل شکل میں ایک جیسے ہوں گے تاکہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں کیونکہ جس چیز سے مانوسیت پیدا ہو تو اس کی طرف مائل ہوا جاتا ہے پس لوگ دنیا میں رہنے کی وجہ سے ان پھلوں سے مانوس ہو چکے ہوں گے لہذا جنت میں جا کر ان پھلوں کو کھانے میں وہ اجنبیت محسوس نہیں کریں گے،،اس تفسیر سے

جنتی پھلوں کا رتبہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شکل میں تو وہ دنیا کے پھلوں جیسے دکھائی دیں گے جبکہ لذت میں بہت زیادہ مختلف ہوں گے۔۔۔۔۔

(2) من قبل سے مراد تھوڑی دیر پہلے،، یعنی جنتی کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل ہیں جو ہمیں ابھی تھوڑی دیر پہلے دیے گئے ہیں اور یہ بات جنتی اس لیے کہیں گے کیونکہ جنت کے کھانے ایک دوسرے سے مشابہ ہوں گے جیسا کہ حضرت حسن سے روایت کی گئی ہے کہ جنتیوں میں سے کسی ایک کو پیالہ دیا جائے گا جس میں سے وہ کھائے گا پھر اسی کی مثل دوبارہ اسے پیش کیا جائے گا تو وہ دیکھ کر کہے گا""یہ تو اسی کی مثل ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے دیا گیا""تو فرشتہ کہے گا اسے کھاؤ اس کا رنگ پہلے والے کے مشابہ ہے لیکن ذائقہ مختلف ہے۔۔۔۔

تو اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخرت کے کھانے ایک دوسرے سے مشابہ ہوں گے۔۔۔۔۔

لیکن ان دونوں تفاسیر میں سے پہلی تفسیر زیادہ راجح ہے کیونکہ لفظ""کلما""عموم پہ دلالت کرتا ہے کہ جب جب ان کو رزق دیا جائے گا،، اگر دوسری تفسیر مراد لی جائے تو اس صورت میں یہ معنی صادق نہیں آئے گا کیونکہ کسی چیز کو اس کی مثل تبھی کہا جاسکتا ہے جب اس جیسی کوئی دوسری چیز استعمال کی ہو یا دیکھی ہو لیکن جب جنتی جنت میں پہلا کھانا کھائیں گے تو اس وقت اس کھانے کو جنت کے کسی کھانے کے مشابہ نہیں کہیں گے کیونکہ وہ ان کا پہلا کھانا ہوگا لہذا """کلما""" کے عموم کی محافظت کے لیے پہلا معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔۔

((بیان کیفیۃ التشابہ بین ثمرات الدنیا والآخرۃ))

سوال::: ما قبل آیت """ھذا الذی رزقنا من قبل""" سے جو بات ثابت ہو رہی تھی وہی بات """واتوا بہ متشابھا""" سے ثابت ہو رہی ہے ایک ہی بات کو دو دفعہ ثابت کرنے میں کیا حکمت ہے؟؟؟

جواب::: یہ جملہ ماقبل کی تاکید کی لایا گیا ہے تاکہ یہ بات پختہ ہو جائے کہ آخرت میں جو رزق ملے گا وہ دنیا کے رزق کے مشابہ ہوگا حقیقتا اس جیسا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔

سوال::: آیت ""وأتوابہ متشابھا"" میں ""بہ "" کی ضمیر کا مرجع کیا ہے ؟؟؟

جواب::: اس کے دو مرجع بیان کیے گئے ہیں:::

(1)اگر آیت کے پچھلے حصے میں گزرے لفظ ""من قبل"" سے دنیا مراد لی جائے تو اس ضمیر کا مرجع وہ رزق ہوگا جو ان کو دنیا اور آخرت میں دیا گیا یعنی یہاں ضمیر رزق کی جنس کی طرف راجع ہو گی۔۔۔۔۔

(2)اگر ""من قبل"" سے وہ کھانا مراد لیا جائے جو جنت میں تھوڑی دیر پہلے دیا گیا تو اس صورت میں یہ ضمیر ""رزق"" کی طرف راجع ہو گی۔۔۔۔۔

اعتراض::: آیت میں کہا گیا کہ آخرت کے پھل دنیا کے پھلوں کے مشابہ ہیں جبکہ تشبہ تو وہاں پائی جاتی ہے جہاں دونوں چیزیں صفت میں ایک دوسرے جیسی ہوں حالانکہ یہ چیز ان دونوں پھلوں میں نہیں پائی جارہی جیسا کہ حضرت ابن عباس کا فرمان ہے ""جنت میں دنیا کے ذائقے نہیں ہوں گے صرف نام نہیں ہوں گے ""((یعنی دنیا جس پھل کا جو ذائقہ ہے جنت میں اس پھل کا وہی ذائقہ نہیں ہو گا البتہ نام وہی ہو گا))۔۔۔۔۔

جواب::: اگرچہ ذائقے میں دنیا اور آخرت کے پھل ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن صورت میں ایک جیسے ہیں اور تشبیہ کے اطلاق لیے صورت کا ایک جیسا ہونا کافی ہے۔۔۔۔۔۔

اس کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں دنیاوی کی نعمتوں یعنی طاعات اور معرفت الٰہی سے لذت میں متفاوت ہیں لیکن شرف اور طبقے کی بلندی کے اعتبار سے مشابہ ہیں اور احتمال ہے کہ ""ھذاالذی رزقنا من قبل"" سے مراد دنیاوی ثواب ہے۔۔۔۔۔۔

((تحقیق معنی مطھرۃ))

سوال::: جنت میں عورتوں کی ""طہارت"" سے کیا مراد ہے ؟؟؟

جواب::: اس سے مراد یہ ہے کہ جنت میں عورتیں ان گندگیوں سے پاک ہوں گی جن کو گندہ سمجھا جاتا ہے مثلاً حیض ، میل کچیل برے اخلاق وغیرہ۔۔۔۔۔

سوال::: لفظ"""مطھرۃ"""کی قراءات بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کی مزید دو قرأتیں بیان ہوئی ہیں:::

(1)اسے مطھرات بھی پڑھا گیا ہے،،ازواج کی صفت چاہے مطھرۃ لائی جائے یا مطھرات دونوں درست ہیں کیونکہ موصوف اگر غیر عاقل یا مؤنث عاقل کی جمع مکسر ہو تو اس کی صفت واحد مؤنث یا جمع مؤنث آتی ہے۔۔۔۔۔

(2)دوسری قرأت ہے"""مطھرۃ"""((میم مضموم،طاء مشدد منصوب،ھا مشدد مجرور))یہ اصل میں متطھرۃ تھا اس سے مطھرۃ بنایا گیا لیکن یہ قرات زیادہ اولی نہیں۔۔۔۔۔

سوال::: لفظ"""زوج"""کس کے لیے استعمال ہو سکتا ہے؟؟؟

جواب::: یہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے،،اصل میں لفظ زوج اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کا کوئی ساتھی ہو۔۔۔

سوال::: کھانا بھوک مٹانے کے لیے کھایا جاتا ہے،،نکاح اولاد حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے جبکہ جنت میں تو بھوک اور اولاد کی محتاجگی نہیں ہو گی تو پھر وہاں کھانا اور نکاح کیوں کیا جائے گا؟؟؟

جواب::: جنت میں کھانا کھانے اور نکاح کرنے کے تمام مقاصد وہ نہیں ہیں جو دنیا میں حاصل کرنے کے لیے یہ کام کیے جاتے ہیں بلکہ محض چند مقاصد میں مشابہ ہیں((مثلاً لذت وغیرہ))لھذا یہ اعتراض درست نہیں،،جنت کے کھانوں کو دنیاوی کھانوں کا نام محض استعارہ اور تمثیل کے طور پر دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں جنت کے کھانے حقیقتاً دنیاوی کھانوں جیسے ہیں۔۔۔۔۔

((تحقیق معنی الخلود))

سوال::: کیا لفظ"" خالدون"" ہیشگی پہ دلالت کرتا ہے؟؟؟

جواب::: جی نہیں،، اصل میں یہ لفظ لمبی مدت پہ دلالت کرتا ہے اسی وجہ سے چولہے پہ رکھے جانے والے پتھروں کو خوالد کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عرصہ دراز تک باقی رہتے ہیں اسی طرح انسانی دل کو خلد کہا جاتا ہے کیونکہ جب تک انسان زندہ رہتا ہے یہ بھی زندہ رہتا ہے،، اگر خالدین ہیشگی پہ دلالت کرتا تو اس کے ساتھ ""ابدا"" کی قید کبھی نہ لگائی جاتی کیونکہ ابدا کا مطلب خالدین سے ہی ادا ہو جاتا پس ان تمام دلائل سے یہ واضح ہوا کہ لفظ"" خالدین"" ہیشگی پہ دلالت نہیں کرتا۔۔۔۔۔

سوال::: بدن ایسے اجزاء سے مرکب ہے جن کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں اور ان کو تغیرات لاحق ہوتے رہتے ہیں،، پس یہ تبدیلیاں انفکاک کا باعث بنتی ہیں تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ انسان ہمیشہ زندہ رہے گا؟؟؟

جواب::: اس کے دو جوابات ہیں:::

(1) اللہ عزوجل انسان کو دوبارہ انہی اجزاء سے پیدا کرے گا اور ان میں انفکاک کی تاثیر ختم کر دے گا پس وہ متغیر نہیں ہوں گے۔۔۔۔

(2) عالم آخرت دنیا کی طرح نہیں ہے لیکن دنیا کی باتوں کو عالم آخرت پہ قیاس کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔۔۔۔

سوال::: بنیادی اور بڑی نعمتیں کون کون سی ہیں؟؟؟

جواب::: تین بنیادی نعمتیں ہیں::: رہن سہن، نکاح اور کھانا پینا۔۔۔

سوال::: اللہ عزوجل نے آیت میں لفظ"" خالدین"" کیوں فرمایا؟؟؟

جواب::: اگرانسان کے پاس کوئی نعمت آجائے تواس نعمت کے زوال کے خوف سے اس نعمت کی خوشی ختم ہو جاتی ہے،،اللہ عزوجل نے لفظ خالدین فرمایاتا کہ زوال کا خوف ہی ختم ہو جائے اور جنتی مزید خوش ہو جائیں۔۔۔۔۔

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات